اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۷ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور انور مع حضرت بیگم صاحبہ محترمہ و دیگر افرادِ خاندان کراچی میں پانچ ہفتہ قیام فرمانے کے بعد مورخہ ۸ تبوک ساڑھے چھ بجے شام بخیر و عافیت ربوہ تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر احباب جماعت نے والہانہ استقبال کیا۔ ۱۲ تبوک کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ احباب جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہیں کہ وہ اپنے فضل سے حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے آمین۔

قادیان ۱۷ تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔
—— حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

۲۵ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ — ۱۹ تبوک ۱۳۴۷ ہش — ۱۹ ستمبر ۱۹۶۸ء

ماریشس میں مجلس خدام الاحمدیہ کا پانچواں کامیاب سالانہ تربیتی کیمپ

خالص دینی ماحول میں نوجوانوں کے لئے علمی اور عملی تربیت کا دلچسپ پروگرام

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر واقفِ زندگی انچارج احمدیہ مسلم مشن ماریشس

"احمدیہ یوتھ کا کامیاب کیمپ" نیز "Flic en Flac میں نوجوانوں کا ایک کیمپ" اس قسم کی تعلیاں سرخیوں کے ساتھ کئی اخباروں نے ہمارے پانچویں کیمپ پر تبصرے کئے۔ انگریزی میں چھپنے والے واحد اخبار Mauritius Times نے تو یہاں تک لکھا کہ اس کیمپ کا مقصد Pleasure Through Training یعنی تربیتی پروگراموں کے ذریعہ سے خوشی حاصل کرنا ہے۔ اور بتایا کہ اس مقصد کو پورا کرنے کے کیمپ میں شامل ہونے والوں کیلئے زندگی کے ہر پہلو پر لیکچر دئے جاتے ہیں۔ بحث مباحثہ میں ہر ایک کو حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور پھر عملی طور پہ کام کروایا جاتا ہے۔"

نیز اسی اخبار نے مزید لکھا کہ "زائرین ہوشیار اور زیرک، نوجوانوں کے نظم و ضبط اور صفائی کے اعلیٰ معیار سے بہت متأثر ہوئے پھر ان نوجوانوں نے سمندری سیپیوں (Shells) وغیرہ سے جو موزیک پر شاندار کام کیا وہ بہت ہی مفید ہے۔ اور اگر ان کو مزید تربیت دی جائے تو یہ لوگ غیر ملکی سیاحوں کے لئے بہت قیمتی اشیاء بنا سکیں گے۔ اور اس طرح غیر ملکی پیسہ بھی کمایا جا سکے گا۔

احمدیہ یوتھ کا یہ کیمپ ہر پہلو میں مکمل ہے جس میں عملی کاموں پر توجہ دی گئی ہے۔

ہم مولانا منیر اور اس کے ساتھی نوجوانوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔"

کیمپ کا افتتاح

اللہ تعالیٰ ہزاروں برکتیں نازل فرمائے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی روح پر جنہوں نے جماعت کے نوجوانوں کو مجلس خدام الاحمدیہ میں منظم کیا۔ اور پھر اجتماعات کے ذریعہ سے ان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی ترقیات کے سامان بہم پہنچائے۔ حضور کے پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس (سہ روزہ اجتماعات کے علاوہ) ہر سال ایک ہفتہ کا تربیتی کیمپ بھی منعقد کرتی ہے۔ جو اس سال ۱۲ سے ۱۹ اگست تک Flic en Flac کی بہترین بیچ (Beach) پر لگایا گیا۔ اس میں ۷۵ خدام و اطفال اور چند انصار نے حصہ لیا جنہوں نے پہلے دن اپنے اپنے خیمے نصب کر لئے جن کے نام تھے

۱۔ ناصر ۲۔ بطوط ۳۔ نور ۴۔ خالد
۵۔ عمر ۶۔ طارق ۷۔ کرشن ۸۔ بلال

ہر ایک خیمہ کا ایک کپتان مقرر کر دیا گیا۔ نماز ظہر و عصر جمع کر کے تربیتی کیمپ کا افتتاح ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد خاکسار نے عہد دوہرایا۔ اور پھر کیمپ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض نصائح سنائیں۔ بعدہٗ آفیسر انچارج کیمپ برادرم احمد علی بخش نے سب جوانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور کیمپ کے آفیسرز کا اعلان کیا جو حسب ذیل تھے:۔

(۱) ناظر عام (Camp Warden) برادرم عزیز تیجو۔
(۲) ناظر صحت برادرم شریف احمد سوکیہ
(۳) ناظر تعلیم برادرم حسن علی بیچنی
(۴) ناظر خوراک و خرچ برادرم بشیر حسین بخش
(۵) ناظر تربیت برادرم ابوبکر خان
(۶) ناظر میزبانی برادرم سبحان خدا گھا

بعدہٗ ہر ایک ناظر نے اپنے اپنے شعبہ سے متعلق ضروری ہدایات دیں اور اجتماعی دعا کے ساتھ کیمپ کا افتتاح ہوا۔

روزانہ پروگرام

نماز تہجد سے شروع ہوتا تھا بعدہٗ نماز فجر۔ درس نماز باجماعت ہر خیمہ میں اس کے کپتان کی نگرانی میں علیحدگی سے ہوتا رہا۔ ساڑھے چھ بجے اجتماعی ورزش میں ہر ایک چھوٹا بڑا شامل ہوتا رہا۔ ناشتہ کے بعد دو گھنٹے کا وقفہ صفائی اور اپنے اپنے خیمہ کو خوبصورت بنانے میں صرف ہوتا۔ بستر اور کپڑوں کو دھوپ لگوا کر خشک کرنے کے علاوہ کوئی لائبریری بناتا۔ کوئی زمین پر ریت اور مختلف چیزوں کی مدد سے اپنے خیمہ کا Motto (نصب العین) لکھتا۔ کوئی ماریشس کا نقشہ زمین پر تیار کر رہا ہوتا تو دوسرا زراعتی میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا۔ منارۃ المسیح اور لوائے احمدیت کے نمونے بھی بنائے گئے۔ غرض ہر گروپ ہر روز نئی تجویز سوچ کر کیمپ کی رونق کو بڑھانے کی کوشش کرتا۔ اس طرح اپنے علم کو عملی رنگ دینے کا موقعہ ہر ایک کو ملتا رہا۔

پھر ساڑھے نو بجے خیموں کا معائنہ ہوتا اور خیموں میں مقیم لوگوں کی صفائی اور علمی ترقی کا معائنہ ہوتا۔

(باقی صفحہ ...پر)

● "تربیتی کیمپ کا یہ منظر اتحاد و ہم آہنگی کا ایک خوبصورت باغ کا نظارہ پیش کرتا ہے۔"
(The Daily Advance)

● "ایسی مفید کوشش ہر قسم کی حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔"
(The Daily Le Citoyen)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ قادیان کی مندرجہ بالا تاریخیں رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پریذیڈنٹس، امراء و عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے۔ تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے اور احباب کرام زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۹ تبوک ۱۳۴۷ ہش

مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ

بدر کی گزشتہ اشاعت میں سلسلہ کے دو مخلص خادموں کے یکے بعد دیگرے وفات پا جانے کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ دارالہجرت ربوہ میں بتاریخ ۲ تبوک (ستمبر) محترم مہاشہ محمد عمر صاحب وفات پا گئے اور آٹھ روز بعد بتاریخ ۹ تبوک پینگاڈی (کیرالہ سٹیٹ) میں محترم مولوی پی۔ محمد عبد اللہ صاحب مالاباری اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ہر دو محترمین سلسلہ میں نمایاں اہمیت رکھتے تھے۔ دونوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کی خدمت و اشاعت میں صرف کی اور اس میں نمایاں حیثیت حاصل کی۔ اور آج جبکہ وہ اپنا کام ختم کر کے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ دونوں کی جدائی دلوں میں غم کی ایک خاص کیفیت پیدا کر رہی ہے۔ اعلیٰ کردار اور نمایاں خدمات کے سبب جماعت میں ایسا خلا محسوس کیا جا رہا ہے جس کی تلافی جلد ممکن نہیں۔

محترم مہاشہ صاحب نے ۱۵ سال کی عمر میں یوگندر پال سے محمد عمر کا نام پا کر ویسے ہی دینِ اسلام کی خدمات سرانجام دیں اور جماعت میں نام پایا جیسے اُن سے قبل آسمانِ احمدیت پر ہرشچندر مہتہ سے حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور سردار جگت سنگھ سے حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی اور سردار ہر سنگھ سے حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے ہمیشہ کیلئے اپنا نام دنیا میں زندہ کر گئے۔ البتہ اُن سب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور مہاشہ صاحب کو حضرت مصلح موعود کے عہدِ خوش نصیب پانے کا فخر حاصل ہوا۔ پندرہ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہو گئے بعد اس دین نے اُن کے دل میں ایسی محبت پیدا کر دی کہ ہر آنے والا دن اسلام میں اُن کے ایمان و یقین کو بڑھاتا گیا۔ چنانچہ مہاشہ صاحب مرحوم کی ۶۱ سالہ زندگی کے بقیہ دن اس کا واضح ثبوت ہیں۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۱ء تک باقاعدہ طور پر اسلامی تعلیمات کے حصول میں صرف فرمایا جماعت کی مرکزی درسگاہ سے مولوی فاضل اور فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ بن کر نکلے۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۶۷ء تک ۳۶ سال لگاتار تبلیغی لائن میں سلسلہ کی یادگاری خدمات سرانجام دیں۔ چونکہ آپ کو سنسکرت پر بھی خاصہ عبور حاصل تھا اسلئے سلسلہ کے علمِ کلام میں بیش قیمت لٹریچر کا اضافہ کیا۔ تحقیقی مضامین لکھے۔ قیمتی کتب تصنیف کیں اور گراں قدر ٹریکٹ شائع کئے۔ اگرچہ بشری تقاضے سے اب مرحوم اس دُنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن اس قسم کا تحریری کام آپکے باقیاتِ صالحات میں شمار ہو کر ہمیشہ کیلئے آپ کی یاد کو تازہ رکھے گا۔

حصولِ تعلیم کے بعد جب آپنے میدانِ عمل میں قدم رکھا اس وقت غیر منقسم ہندوستان میں مذہبی مناظرات کا دور دورہ تھا۔ چنانچہ اس میدان میں بھی آپنے نمایاں حصہ لیا اور مختلف مقامات پر بیسیوں مناظرات میں اسلام و احمدیت کی کامیاب نمائندگی کرنے کا شرف پایا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں جب تک انسان کا ذاتی علم کامل نہ ہو اور مسائل ضروریہ پر عبور حاصل نہ ہو، مجمع میں بولنے کا ملکہ نہ ہو اس وقت تک کسی کی مجال نہیں کہ اس میدان میں قدم رکھ سکے۔ مہاشہ صاحب محترم پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل اور اس کا احسان تھا کہ آپ ہر میدان میں کامیاب و کامران رہے اور خدمتِ دین کے محبوب مشغلہ ہی میں اپنا آخری سانس لیا ——— !!

دُوسرے نمبر پر مالابار کے مجاہد بلکہ اپنے علاقہ مالابار میں شیر دل مولانا مولوی پی۔ محمد عبد اللہ صاحب مالاباری ہیں جن کی وفات ۹ تبوک کو اپنے ہی وطن پینگاڈی میں ہوئی۔ مرحوم سلسلہ کے عدد درجہ فدائی نہایت درجہ کے مخلص۔ سادہ مزاج، عالم باعمل، متقی و پارسا، احمدیت کے نڈر سپاہی، خلوص و محبت کی جیتی جاگتی تصویر تھے تقویٰ اس قدر بلند تھا کہ خاص نُور چہرے پر برستا دیکھنے والوں کو متأثر کئے بغیر نہ رہتا۔ احمدیت کی نعمت آپنے اپنے والد ماجد حضرت مولوی شیخ محی الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پائی۔ آپ کے والد ماجد خود بھی نیک پارسا اور احمدیت کے فدائی تھے۔ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان حاضر ہوتے اور اسی دینی محبت کے صحیح جذبہ کے تحت آپنے اپنے بیٹے کو مرکز سلسلہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجا۔ سعادت مند بیٹے نے اپنے باپ کی تمناؤں کو پورا کیا۔ اور ایسی دینی خدمت کی کہ زمانہ ان کی یاد دلوں سے مٹا نہ سکے گا۔ ہر چند کہ خود علاقہ مالابار میں متداول دینی علوم کی متعدد درسگاہیں موجود ہیں مگر جو چیز قادیان میں حاصل ہو سکتی تھی وہ دوسری جگہ کہاں میسر آتی۔ یہی وجہ ہے کہ قادیان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب میدانِ عمل میں نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ہر رنگ میں آپ کو مخالفین پر غلبہ عطا فرمایا اور ہر مقابلہ میں نمایاں فتح حاصل ہوئی آخر علاقہ مالابار میں آپ کی علمی دھاک ایسی بیٹھ گئی کہ کوئی مخالف مولوی آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان اور قلم میں ایسی تاثیر پیدا کی کہ علاقہ کی متعدد جماعتیں آپ ہی کے ذریعہ سے قائم ہوئیں جو باوجود مرکزِ سلسلہ سے بہت دُور فاصلہ پر واقع ہونے کے اپنے اخلاص اور سلسلہ کی محبت میں قابلِ رشک نمونہ رکھتی ہیں اور ان جماعتوں کے افراد نہایت درجہ مخلص اور سلسلہ کے فدائی ہیں۔ یہ سب کچھ احمدیت کی برکت اور محترم مولانا مرحوم کے ذاتی تقویٰ اور للّٰہی خدمات کا نتیجہ ہے۔

علاقہ مالابار اور سیلون میں بولی جانے والی زبان میں آپ کو ایسا ملکہ حاصل تھا کہ آپ کی تحریر و تقریر دونوں ہی غیر معمولی اثر و جذب سے پُر تھیں۔ اس خداداد ملکہ کو آپنے سلسلہ کے حق میں نہایت بیش قیمت لٹریچر کی تیاری میں لگا دیا۔ اور مقامی آبادی کو انہیں کی زبان میں پیغامِ حق پہنچانے کے بہتر ذرائع اور کامیاب وسائل پیدا کر دئے۔

اب جبکہ یہ دونوں بزرگان اپنا کام پورا کر کے اپنے محبوبِ حقیقی کے پاس جا پہنچے ہیں اُن کی جدائی کے سبب جماعت میں ایک بڑا خلا محسوس کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس کو ہر زمانہ میں اچھے سے اچھے خادم ملتے رہیں گے جو اس کی آبیاری اور دیکھ بھال کرتے رہیں تا وقتیکہ خدا تعالیٰ کے وہ سب وعدے پورے ہوں جو اس سلسلہ کے قیام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر یہ دُنیا دارالاسباب ہے۔ اس موقعہ پر احبابِ جماعت کو سوچنا چاہیئے کہ جانے والوں کے قائم مقام پیدا کرنے میں ان کی طرف سے کہاں تک کوشش کی گئی۔ ہندوستان کی ۵۵ کروڑ کی آبادی تک مؤثر رنگ میں اسلام و احمدیت کا زندگی بخش پیغام پہنچانے کیلئے ہزاروں مبلغین کی ضرورت ہے۔ مگر جس رفتار کے ساتھ ہر سال قادیان کی دینی درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے داخلہ لینے والوں کی تعداد کا تعلق ہے اس کی کوئی نسبت ہی نہیں ——— !!

غور فرمایئے آخر یہ کس کا کام ہے۔ ایک طرف زمانہ کے حالات بڑی تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تقدیر اندر ہی اندر دُنیا کو اسلام اور احمدیت کی طرف متوجہ کر رہی ہے، اُن میں اسلام کے پیش کردہ خدا کی جستجو اور تلاش پیدا ہو رہی ہے اور دُوسری طرف سلسلہ کے پُرانے خدمتگزار یکے بعد دیگرے اپنی طبعی عمر پا کر گزرتے جا رہے ہیں۔ اگر جانے والوں کی اعلیٰ خدمات کا ہمارے دلوں میں خاص اثر ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے زندگی بھر نہایت شاندار خدمات سرانجام دیں تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اُن کے جاری کردہ کام آئندہ بھی جاری و ساری رہیں۔ پس یہ وہ بُنیادی سوال ہے جس کا جواب ہر جگہ کے عہدیداران بلکہ جماعت کے ہر نوجوان کو دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

بیرونجات سے مبلغین اور معلمین کے بارہ میں مرکزی دفتر سے ہمیشہ ہی مطالبے ہوتے رہتے ہیں۔ تا علاقہ میں تبلیغ و تربیت کا کام احسن رنگ میں ہوتا رہے۔ مگر جب مرکز کے پاس اس قدر مبلغ اور مربی نہ ہوں، وہ احباب کی اس شدید خواہش اور مطالبے کو کیونکر پُورا کر سکتا ہے۔ یہ تو احبابِ جماعت کے تعاون ہی سے ہوگا۔ جس قدر زیادہ افراد آپ حضرات اپنے یہاں سے دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مرکز میں بھیجیں گے اسی کے مطابق آپ کا تبلیغی اور تربیتی پروگرام زیادہ وسعت پذیر ہوگا۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس جہان سے رخصت ہونے والے یہ سب بزرگان مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ کے مصداق ہے اور انہوں نے اپنی عملی زندگی میں اُن مقاصد اور ارادوں کو پورا کر دکھایا جو خدمت و اشاعتِ حق کے سلسلہ میں اپنے دلوں میں رکھتے تھے ——— تو آیہ کریمہ کا دُوسرا حصہ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا کے مصداق قرار پانے

(باقی صفحہ ۹ پر)

رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوعِ انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دِلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بُغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کیلئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کیلئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نُور تمام نوروں پر غالب رہیگا۔ اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوعِ انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کیلئے اُترتے ہیں۔ ..... یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا یعنی وہ نفس نجات پائیگا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد ابھی باقی ہے۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۴ و ۱۵)

معارف القرآن

جو شخص قیامت پر یقین نہیں رکھتا وہ نیکی کے آخری غلبہ پر بھی کبھی یقین نہیں رکھ سکتا

اگلے جہان پر ایمان ہی ہے جو اس صداقت کو ظاہر کرتا ہے کہ آخر نیک اعمال ہی کی فتح ہوتی ہے

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ الماعون کی آیت اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اس آیت کے تیسرے معنی

غلبہ کے منکر کے ہیں۔ غلبہ کے منکر سے بھی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ محض غلبہ کا منکر۔ کیونکہ محض غلبہ تو دنیا میں کسی نہ کسی صورت میں ہوتا ہی ہے ملک میں انتظام نہیں ہوتا تو چور اور ڈاکو غالب ہوتے ہیں۔ انتظام ہوتا ہے تو حکومت غالب ہوتی ہے۔ یہ تو دنیا میں کبھی ہوا ہی نہیں کہ کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہ ہو۔ پس اس سے مراد محض غلبہ نہیں ہوتا بلکہ حق و انصاف کا غلبہ مراد ہے۔ پس اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ کے ایک معنے یہ ہوئے کہ مجھے بتا تو سہی کہ وہ کون لوگ ہیں جو یہ یقین نہیں رکھتے کہ آخر

نیک اعمال ہی کی فتح ہوتی ہے

جو شخص بھی یہ خیال رکھے گا کہ نیک اعمال کی فتح ضروری نہیں وہ بدی میں ضرور مبتلا ہو گا جیسے ہماری پنجابی زبان میں کہتے ہیں

ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو گا کہ نیکی آخر کار غالب نہیں آتی وہ لازماً بدی میں مبتلا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کو روکنے والی کوئی چیز نہ ہو گی کوئی بدی کے مقام سے کھینچنے والا جذبہ اس کے اندر کام نہیں کر رہا ہو گا وہ سمجھے گا کہ میں نے بہرحال اپنا یا اپنی قوم کا کام کرنا ہے اگر اس کے لئے مجھے بُرا ذریعہ اختیار کرنا پڑے گا تو میں بُرا ذریعہ اختیار کر لوں گا اور اگر اچھا ذریعہ اختیار کرنا پڑا تو اچھا ذریعہ اختیار کر لوں گا

نیک ذریعہ اختیار کرنے میں

چونکہ قربانی کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ لازمی بات ہے کہ ایسا شخص گناہ اور بدی کے راستوں کو زیادہ اختیار کرے گا۔ لیکن جو شخص یہ سمجھے گا کہ آخر نیکی ہی کی فتح ہوتی ہے یہ لازمی بات ہے کہ وہ اپنے نفس کو روکتا رہے گا۔ اور سمجھے گا کہ اگر مجھے عارضی نقصان پہنچتا ہے تو کیا حرج ہے میں عارضی فائدہ کے لئے اپنا دائمی نقصان کیوں کروں۔

اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال کہ آخر میں نیکی کی فتح ہوتی ہے کبھی بھی

قیامت پر یقین

کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔ جو شخص قیامت پر یقین نہیں رکھتا وہ نیکی کے آخری غلبہ پر بھی کبھی یقین نہیں رکھ سکتا۔ مثلاً یورپ کے فلاسفر سب اس بات پر متفق ہیں اور زور دیتے ہیں کہ نیکی کو نیکی کی خاطر کرنا چاہیئے یا دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے بنتے ہیں کہ خالص نیکی ہی آخر غالب آیا کرتی ہے۔ مگر کوئی ایک یورپین ملک بھی تو ایسا نہیں جس کی سیاست اس پر مبنی ہو۔ ان کی تمام سیاست اس بات پر چکر کھاتی ہے کہ ہماری قوم کو غلبہ ملنا چاہیئے۔ اس کے لئے وہ ناجائز ذرائع بھی اختیار کریں گے اور دھوکہ بازیاں اور فریب بھی کرتے رہیں گے۔ انگریزی کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ End justifies the means یعنی اگر ہمارا مقصد نیک ہو تو اس کے حصول کے لئے جو ذرائع بھی اختیار کئے جائیں خواہ کتنے بُرے ہوں وہ جائز اور درست ہی سمجھے جائیں گے۔ یہ نظریہ ان میں کیوں پیدا ہوا ہے، اسی لئے کہ ان کو

اُخروی زندگی

پر ایمان نہیں۔ وہ کہتے تو یہ ہیں کہ اصل چیز نیکی ہے اور نیکی کو نیکی کی خاطر کرنا چاہیئے مگر جب وہ دنیا کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ نیکی کرنے والا بعض دفعہ نقصان بھی اٹھاتا ہے اس لئے وہ یہ مسئلہ ایجاد کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ نیکی کو سنبھالنے کے لئے اگر کچھ ستون بدی کے بھی کھڑے کرنے پڑیں تو حرج نہیں کیونکہ اصل مقصد تو نیکی کو قائم کرنا ہے۔ لیکن جو شخص اُخروی زندگی پر ایمان لاتا ہے وہ اعمال کا انجام کلی طور پر اسی دنیا میں دیکھنے کا منتظر نہیں رہتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر نیکی پر کار بند رہتے ہوئے مجھے یا میری قوم کو نقصان پہنچتا ہے تو پہنچے دو۔ میرے اس دنیا کے نقصان کو اگلے جہان میں پورا کر دیا جائے گا۔ ایسا شخص نیکی کے قیام کے لئے بُرے ذرائع کو اختیار کرنے کی نہ تو جرأت کرتا ہے اور نہ اس کی ضرورت سمجھتا ہے کیونکہ وہ اس دنیا کو اگلی دنیا کی ایک کڑی سمجھتا ہے۔ اور وہ اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ نیکی بہرحال غالب آئے گی یہی وجہ ہے کہ

نیکی کے اعلیٰ معیار

پر کبھی خدا پرست کے سوا اور کوئی شخص قائم نہیں ہوا۔ یوں اخلاق فاضلہ پر یورپ کے فلاسفر بڑا زور دیں گے۔ اور بڑی بڑی باتیں اپنی کتابوں میں لکھ دیں گے۔ چنانچہ ہیگل، ہیبٹسن، ہیگل اور کینٹ کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو۔ ان کے دیکھنے سے یوں معلوم ہو گا کہ نیکیاں ان میں مذہبی لوگوں سے بھی زیادہ پائی جاتی ہیں۔ مگر جب ان کے ذاتی کیریکٹر کو دیکھا جائے تو وہ مذہب کے غلاموں کے غلاموں کے برابر بھی نہیں ہوتے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ صرف باتیں بگھارتے ہیں۔ ورنہ ان کے دل میں صرف اتنی بات ہوتی ہے کہ ہمیں اپنا فائدہ چاہیئے۔ خواہ وہ کسی طرح سے حاصل ہو۔ چنانچہ جب انہیں نیکی کے معیار غلط نظر آتے ہیں اور کسی کام میں انہیں اپنا نقصان دکھائی دیتا ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں اپنے فائدہ کی کوئی صورت پیدا کرنی چاہیئے۔ اس کے برعکس انبیاء کو دیکھتے ہیں کہ کتنے ہی خطرہ کی صورت ہو یا کیسی ہی مشکلات ہوں ان کے عمل میں کوئی فرق نہیں آتا

گلیلیو نے جب یہ تحقیق کی کہ سورج زمین کے گرد چکر نہیں کھاتا بلکہ زمین سورج کے گرد چکر کھاتی ہے تو پادریوں نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اور کہا کہ بائیبل میں تو یہ لکھا ہے کہ خدا نے انسان کو زمین پر بنایا ہے۔ اور جب انسان خدا کی [illegible] پر ہے [illegible] تو لازماً یہ زمین [illegible] ہوئی کہ یہ اتنا بڑا

منظوم کلام — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تعلق باللہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولےٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

کفر بکتا ہے کہ کہتا ہے وہ زمین جس پر خدا نے انسان کو بنایا وہ سورج کے گرد چکر لگاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے گلیلیو کو مختلف قسم کی اذیتیں پہنچانی شروع کر دیں۔ کچھ مدت تک وہ مقابلہ کرتا رہا مگر آخر اس نے اعلان کیا کہ میں اب سمجھ گیا ہوں۔ دراصل شیطان نے مجھے کافر اور بے دین بنانے کے لئے ورغلایا تھا۔ اور مجھے یہ نظر آنے لگا کہ زمین سورج کے گرد چکر کاٹتی ہے لیکن یہ غلط تھا زمین سورج کے گرد چکر نہیں کاٹتی بلکہ سورج زمین کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ کیونکہ دین میں ایسا ہی لکھا ہے اس لئے میں اپنے پہلے عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ کتنی چھوٹی سی بات تھی۔ مگر کہاں گئی اس کی صداقت اور کہاں گیا اس کا دعوٰے یہی یورپ کے آجکل کے فلسفیوں کا حال ہے۔ کتابوں میں کچھ لکھتے ہیں مگر جب ذاتی اغراض کا سوال آ جائے یا قومی مفاد اور لڑائیوں کا سوال آ جائے تو اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ اس وقت سارا فلسفہ انہیں بھول جاتا ہے۔ ادھر

وادی غیر ذی زرع

کا رہنے والا ایک شخص جو پڑھا لکھا نہیں تھا جو دستخط کرنا بھی نہیں جانتا تھا جس کا صرف اتنا دعوٰے نہیں تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے یا سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ بلکہ وہ اپنی قوم اور ملک کے رسم و رواج اور ان کے عقیدوں کے خلاف ساری دنیا میں اعلان کرتا تھا کہ اس دنیا کا

ایک خدا ہے

جب اس کی قوم نے اس کی مخالفت کی تو وہ نڈر ہو کر ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک لمبے مقابلہ کے بعد اس کی قوم نے تدبیر کی کہ اس کے چچا کا اس پر بڑا اثر ہے اگر اس کے ذریعہ اسے سمجھایا جائے اور وہ بھی یہ دباؤ ڈالے کہ اگر تم نے اس طریق کو جاری رکھا تو میں بھی تمہیں چھوڑ دوں گا۔ تو ممکن ہے یہ شخص سیدھا ہو جائے۔ اور یہ سوچ کر قوم کے بڑے بڑے لوگ اس کے چچا کے پاس گئے۔ اور اس سے کہا کہ تمہارے بھتیجے نے ہم سے لڑائی کر رکھی ہے اور وہ بہت لمبی ہو گئی ہے۔ اب ہم تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ آخر اس لڑائی کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اگر دماغ خراب ہو گیا ہے تو اس کے علاج پر جو بھی خرچ آ سکتا ہو وہ ہم خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یا کیا اس کو دولت کی خواہش ہے۔ اگر یہ ہے تو ہم اپنی تمام دولت جمع کر کے اس کا نصف حصہ اسے دے دیتے ہیں۔ ہم میں سے ہر بڑے سے بڑا مالدار اور ہر غریب سے غریب انسان

بھی اپنی دولت کا تیسرا حصہ اس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے۔ یا پھر کیا اس کی یہ خواہش ہے کہ کسی اچھے خاندان میں اس کی شادی ہو جائے؟ اگر اس کی یہ خواہش ہے تو ہم سارے رؤسا کی لڑکیاں اس کے سامنے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں وہ جس سے چاہے شادی کر لے۔ یا پھر کیا اسے حکومت کی خواہش ہے۔؟ اگر یہ بات ہے تو ہم حکومت اس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بتاؤ دنیاداری کے لحاظ سے اس سے زیادہ

وسعت حوصلہ والی تجویز

اور کیا ہو سکتی تھی اور کیا اس کے بعد ممکن تھا کہ چچا اپنے بھتیجے کی حمایت کر سکتا؟ پھر قوم نے اتنی بڑی پیشکش کرنے کے بعد جو کچھ کہا وہ یہ تھا کہ ہم اس کے بدلہ میں یہ نہیں کہتے کہ تمہارا بھتیجا اپنا دعوٰے چھوڑ دے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے بتوں کی تردید نہ کرے اور باتوں کے متعلق وہ بیشک تبلیغ کرتا رہے۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے رئیس: ہم تیرا بھی ادب کرتے ہیں اور دراصل تیری خاطر ہی ہم نے تیرے بھتیجے کو اب تک چھوڑا ہوا ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ ہماری یہ باتیں معقول ہیں تو تم اپنے بھتیجے کے سامنے ان باتوں کو پیش کرو۔ اور اسے منوانے کی کوشش کرو اور اگر تم اسے نہ منوا سکو اور خود بھی اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ تم اپنی قوم کو ہر طرح ذلیل کرنا چاہتے ہو۔ ہم نے زیادہ سے زیادہ قربانی جو کی جا سکتی تھی کر دی ہے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے بھتیجے کو منواؤ اور وہ نہ مانے تو تم اس کا ساتھ چھوڑ دو۔ ورنہ اپنے بھتیجے کا ساتھ دینے کی وجہ سے تمہاری قوم مجبور ہو جائے گی کہ وہ تم سے بھی اپنے تعلقات منقطع کر لے۔ بتاؤ

دنیوی نقطۂ نگاہ سے

اس سے زیادہ منصفانہ تجویز اور کیا ہو سکتی ہے؟ میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ ظاہری شکل میں منصفانہ اور عادلانہ اور کوئی تجویز نہیں ہو سکتی تھی۔ یا کم سے کم میں نے دنیا کے پردہ پر اس قسم کی اور کوئی مثال نہیں دیکھی۔ چچا نے ان کی باتیں سنیں اور سمجھا کہ قوم نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔ اس سے زیادہ وہ کیا قربانی کر سکتی ہے۔ چنانچہ جب قوم کا نمائندہ وفد یہ پیشکش کرنے کے بعد واپس چلا گیا تو اس نے اس امّی، وادی غیر ذی زرع میں رہنے والے اور ایک غیر متمدن ملک میں پرورش پانے والے بھتیجے کو بلایا اور اس سے کہا اے میرے بھتیجے! تجھے معلوم ہے کہ میری قوم میرا کتنا لحاظ کرتی ہے۔ آج وہ میرے پاس آئی تھی اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ہم نے

تیری خاطر آج تک تیرے بھتیجے کو چھوڑ رکھا ہے اسے کوئی سزا نہیں دی (دراصل ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اتنی سزا نہیں دی جس سے وہ ختم ہو جائے۔ ورنہ سزا تو وہ دیتے رہتے تھے) مگر اب معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ لڑائی کسی طرح ختم ہو جائے چنانچہ اے میرے بھتیجے آج انہوں نے یہ یہ تجویزیں میرے سامنے رکھی تھیں جن کا میں کوئی جواب نہیں دے سکا۔ میری قوم مجھے کہہ گئی ہے کہ تیرا بھتیجا ان میں سے جس تجویز کو چاہے مان لے ہم اس پر راضی ہیں۔ اور اگر وہ کسی تجویز کو نہ مانے تو پھر تو اس کا ساتھ چھوڑ دے کیونکہ وہ غیر معقولیت پر قائم ہے اور بلاوجہ ضد کرتا ہے۔ اور اگر تو اس کے بعد بھی اپنے بھتیجے کو نہ چھوڑے تو ہم مجبور ہو جائیں گے کہ تیری سیادت سے انکار کر دیں۔ اور تجھے اپنی لیڈری سے الگ کر دیں۔ چچا یعنی ابو طالب نے جب یہ کہا تو اس خیال سے کہ میں نے ساری عمر جس قوم کی خدمت کی ہے وہ بھی آج مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہو گئی ہے ان کی

آنکھوں میں آنسو

آ گئے۔ تب ان کے بھتیجے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی یہ حالت دیکھی تو روحانی محبت اور تعلقات کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور آپ نے فرمایا اے میرے چچا! میں آپ سے یہ قربانی نہیں چاہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں۔ اے چچا آپ اپنی قوم سے مل جائیں اور اسے خوش رکھیں۔ باقی رہا ان کی تجاویز سو میں نے جو کچھ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا ہے سچ سمجھ کر کیا ہے۔ کسی دنیوی لالچ یا حرص کی وجہ سے نہیں کیا۔ اور یہ تجویزیں تو کچھ چیز ہی نہیں۔ اے میرے چچا اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں اس

اس سچائی کو نہیں چھوڑ سکتا

جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اور جس کے پیش کرنے کا اس نے مجھے حکم دیا ہے۔ باقی میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ میری خاطر کوئی قربانی کریں۔ آپ اپنی قوم کے ساتھ جا ملیں اور مجھے میرے خدا پر چھوڑ دیں۔!

ابو طالب اپنی قوم میں بڑی وجاہت رکھتے تھے۔ ابو طالب اپنی قوم کے لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ ابو طالب اپنی قوم کی لیڈری چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ مگر جب انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی تو ان کے دل پر اس کا ایسا غیر معمولی اثر ہوا کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو چیز اس انسان کی طرف سے پیش کی جا

رہی ہے یہ کسی بناوٹ سے تعلق نہیں رکھتی یہ مکر و تدبیر سے تعلق رکھنے والی بات نہیں بلکہ یہ کچھ اور بات ہے۔ جس نے ایک ایسا

گہرا نقش

اس کے دل پر پیدا کر لیا ہے کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اور قوت اسے اپنے مقام سے ہلا نہیں سکتی۔ اور سچ کی خاطر یہ ہر موت قبول کرنے کے لئے تیار ہے تب جس طرح آگ کے پاس بیٹھنے والا گرم ہو جاتا ہے، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

نورِ ایمان کی چنگاری

سے ابو طالب کا دل بھی گرم ہو گیا اور اس نے کہا اے میرے بھتیجے جا اور اپنے کام میں مشغول رہ۔ میری قوم اگر مجھے چھوڑتی ہے تو بیشک چھوڑ دے۔ میں تجھے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ کیا دنیا کے فلسفیوں میں اس قسم کی کوئی مثال مل سکتی ہے جس میں یہ سارے کونے موجود ہوں۔ یوں نہیں کہ فلاں فلسفی مارا گیا۔ بلکہ ایسی مثال جس میں اس واقعہ کی طرح ہر قسم کی پیشکش کی گئی ہو۔ اور وہ پھر بھی اپنے دعوٰے پر قائم رہا ہو۔ یقیناً یورپ کے کسی فلسفی میں تم ایسی مثال تلاش نہیں کر سکتے۔ لیکن اسلام میں تمہیں ایسی

ہزاروں مثالیں

دکھائی دیں گی۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کے غلاموں اور ان کے چاکروں میں بھی حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایک بدوی سے قتل ہو گیا اور اس کا مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ قتل ثابت تھا اس لئے فیصلہ ہوا کہ اسے قتل کی سزا دی جائے۔ اس نے قاضی کو کہا کہ میرے پاس یتیموں کا کچھ مال پڑا ہوا ہے۔ میں تو بیشک قتل کا سزاوار ہوں مگر میرے مرنے سے وہ یتیم بھی مر جائیں گے۔ میں نے ان کا مال زمین میں ایک مقام پر دفن کیا ہوا ہے اور میرے سوا اس کا کسی کو علم نہیں۔ مجھے تین دن کی اجازت دیجئے تاکہ میں جا کر وہ مال ان یتیموں کے حوالے کر آؤں۔ قاضی نے کہا میں اجازت تو دے دوں مگر تمہارا ضامن کون ہے جبکہ پتہ ہے کہ تم واپس بھی آؤ گے یا نہیں؟ جنگلوں میں جو قومیں بستی ہیں ان کا پتہ لگانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ہم نے قاضی نے ضامن کا مطالبہ کیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور

حضرت ابوذر غفاریؓ

پر نظر ڈال کر کہا یہ میرے ضامن ہیں۔ قاضی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس کی ضمانت

دینے کے لئے تیار ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ چلا گیا جب تیسرا دن آیا تو عصر کے وقت اس کا انتظار کیا جانے لگا۔ سورج غروب ہونے میں دو گھنٹے رہتے تھے۔ پون گھنٹہ گزرا مگر وہ نہ آیا جب وقت گزرنے لگا اور اس بدوی کا کچھ پتہ نہ لگا تو حضرت ابوذر غفاریؓ جو ایک مخلص صحابی تھے ان کی جان خطرہ میں دیکھ کر مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت ابوذر غفاری سے پوچھا کہ حضرت وہ کون تھا جس کی آپ نے ضمانت دی تھی۔ وقت ختم ہونے کو آیا ہے اور اس کا کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ انہوں نے جواب میں کہا مجھے تو معلوم نہیں کہ وہ کون تھا لوگوں نے ان سے کہا تو پھر آپ نے ایک نامعلوم شخص کی اتنی بڑی ضمانت کیوں دی؟ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا اس نے جب سب لوگوں پر نظر ڈال کر میرے متعلق کہا کہ یہ میرے ضامن ہیں تو میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ

ایک مسلمان

نے جب بغیر جانے کے مجھ پر اعتبار کیا ہے تو میں اس پر اعتبار نہ کروں۔ وہ بھی مجھے نہیں جانتا تھا مگر جب اس نے مجھ پر یہ

حسن ظنی

کی کہ میں اس کی ضمانت دے دوں گا تو میں اس پر حسن ظنی کیوں نہ کرتا اور اس کی ضمانت کیوں نہ دے دیتا۔ بہرحال وقت گزرتا جا رہا تھا اور لوگوں میں بے چینی اور اضطراب بڑھتا جا رہا تھا کہ یکدم انہوں نے دور سے گرد اڑتی دیکھی اور انہیں محسوس ہوا کہ ایک شخص بیٹھا اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ وہ گھوڑا اتنی تیزی سے دوڑ رہا تھا کہ جب وہ مجلس میں پہنچا تو اس کا گھوڑا گرا اور مر گیا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ وہی بدوی تھا جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اس نے کہا میں یتیموں کا مال دے آیا ہوں اور اب میں حاضر ہوں۔ مجھے بیشک قتل کر دیا جائے۔ اس کی اس

وفاداری اور ایمانداری

کا اتنا اثر ہوا کہ مقتول کے وارثوں نے کہا کہ ہم اپنا خون اس کو معاف کرتے ہیں۔ (اسلام میں مقتول کے وارث اگر چاہیں تو قاتل کو معاف کر سکتے ہیں)

یہ ایک مثال نہیں۔ درجنوں اور سینکڑوں اور ہزاروں ایسی مثالیں تاریخ اسلام میں سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ پالیٹکس کی نہیں، ڈپلومیسی کی نہیں، جو یورپین قومیں پیش کرتی ہیں۔ بلکہ اس قسم کی سیدھی سادی اور سادہ مثالیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ سچ اور

مستقبل قریب میں غلبۂ اسلام کے آثار

مسیحی زعماء اور مسیحی پریس کے اعترافات کے آئینہ میں

از مکرم شیخ مسعود احمد صاحب انیس واقفِ زندگی قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتداء سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ خدا کے ایک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو اور وہی ہے جو کسر صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی۔ لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ یہی مفہوم اس حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں درج ہے۔ پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آ گیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا۔ اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے اور کیا ہی سعادتمند وہ شخص ہے جو اس نور میں سے کچھ پا دے۔"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۹)

اللہ تعالیٰ کے عجیب تصرفات ہیں کہ اس اعلان کے بعد دنیا میں مسلسل نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں۔ جن سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت واضح سے واضح تر ہو رہی ہے — صحائف قمران کا انکشاف، اناجیل میں صعودِ جسمانی کے واقعہ کا الحاقی ہونا، مسیحؑ کے صلیب سے زندہ اتر نے پر طبی و سائنسی تحقیقات، یہ سب چیزیں کسر صلیب کے آسمانی اسباب ہیں۔ یورپ و امریکہ میں عیسائیت سے تنفر اور اسلام کی تحقیق کے لئے رجحان کا روز بروز بڑھنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ سامان ہیں۔ اس نے مقدر فرمایا تھا کہ ان آخری دنوں میں اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کیا جائے گا اور لیظہرہٗ علی الدین کلّہ کی پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ساٹھ برس پیشتر فرمایا تھا کہ:۔

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

حضورؑ کی یہ عظیم الشان پیشگوئی [illegible] پوری ہو رہی ہے اس کا اندازہ دور حاضر کے مشہور برطانوی مؤرخ ٹائن بی [illegible] کے ذیل نظریات سے بآسانی لگ سکتا ہے۔

ٹائن بی عیسائیت کی نسبت کہتا ہے کہ:۔

"مسیحی کلیسا کے رہنماؤں کو جن سے لیجئے۔ انہوں نے ابتدائی دور سے زمانہ حال تک مختلف اوقات میں باقی مذہب سے تقریب قریب کلی انحراف میں بھی تامل نہ کیا بشمول یہودیوں سے مذہبی پیشواؤں کا نظام نیز فریسیت، یونانیوں سے بت پرستی اور شرک کو لے کر اپنا لیا۔ جو لوگ مذہبی حقوق پر قابض تھے ان کے لئے قانونی حمایت کا ذخیرہ اختیار کر لیا۔ اور یہ رومیوں کی میراث تھی...... اس نوع کی خامیوں کے اسباب بیان کئے جا سکتے ہیں لیکن عہد وکٹوریہ کے ایک بذلہ سنج درست مذہبی پیشوا جیسے کے طنزیہ فقروں سے ان کے بے جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس مذہبی پیشوا سے جب پوچھا گیا کہ پادری اتنے احمق کیوں ہوتے ہیں؟ تو اس نے بلا توقف جواب دیا تم ان سے اور کیا امید رکھ سکتے ہو جبکہ دنیادار لوگ ہی ان میں سے پادری منتخب کرتے ہیں۔ مذہبی نظام فرشتوں پر نہیں بلکہ گنہگار انسانوں ہی پر مشتمل ہوتے ہیں...... مغربی پھر اپنے اصل الزام کی طرف عود کرتا ہوا عہد وکٹوریہ کے مذہبی پیشوا کا طنز جلال رد کر سکتا ہے کہ بیشک پادری دنیادار لوگوں ہی میں سے لئے جاتے ہیں لیکن بہترین آدمی منتخب کرنے کی بجائے بدترین لئے جاتے ہیں۔ سرجوش کی بجائے تلچھٹ پر قناعت کر لی جاتی ہے۔"

(آرنلڈ جے ٹائن بی کی کتاب A Study of History سے تلخیص و ترجمہ۔ شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور)

اب اہل دانش کا تثلیث کو الوداع کہنا ملاحظہ فرمائیں۔ ایک مشہور پادری علامہ [illegible] صاحب لدھیانہ اپنی کتاب تحقیق الاسلام [illegible] لدھیانہ [illegible] ہوئے [illegible]

[illegible]

الزام دیتے ہیں مگر ایسے مسیحی صرف وہ تھے جو اللہ، مریم، بیٹے کو تثلیث مانتے تھے اور ہم مسیحی ایسے اصحاب کو اسی ملامت کے لائق سمجھتے ہیں۔ جو قرآن شریف نے کی ہے۔"

اسی طرح مسیحی ماہنامہ "اخوت" لاہور لکھتا ہے:-

"عہد عتیق میں پاک تثلیث کا کوئی صاف واضح اور واضح طور پر بیان نہیں ہوا۔"

آگے چل کر حواریوں کے متعلق لکھا ہے کہ:-

"سب سے پہلے تو وہ ایک شخص کو ملے۔ پھر اس ہی شخص کو پہلے تو انہوں نے بحیثیت استاد قبول کیا پھر بطور دوست تسلیم کیا۔ پھر بحیثیت مسیح موعود مانا اور پھر اور تدریجاً رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ بحیثیت خداوند۔ عہد عتیق میں یونانی لفظ جو یہواہ کے لئے مستعمل ہوا ہے اور خدا اور زندہ مسیح بہ شفیع یاور یقین کیا۔ وہ اس کے ساتھ رہے۔ اس پر ایمان لائے اور اس کی خدمت کے لئے انہوں نے اپنے کو وقف کر دیا اور پھر ضروریات زندگی میں سے ایک ضروری چیز کی حیثیت سے وہ اس کی تبلیغ و تبشیر کو بھی نکلے اور گئے۔ پر پھر بھی تثلیث پاک کا کوئی صاف وصریح اور باضابطہ با قاعدہ علمی عقیدہ و اصول اور نظریہ و مسئلہ ان کے پاس نہ تھا۔"

(ماہنامہ اخوت جون ۱۹۶۵ء صہ۲)

جب تثلیث کا کوئی صاف بیان تورات میں نہیں اور حواریوں کو آخر وقت تک اس عقیدہ کا باضابطہ علم نہ تھا تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ تثلیث کا عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔ یہ خدائی تعلیم نہیں، بلکہ یونانیوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ ورنہ بطور بنیادی عقیدہ اسے نہایت واضح طور پر تورات میں مذکور ہونا چاہیئے تھا۔ اور حضرت مسیح کو اس کی تعلیم دینی چاہیئے تھی جس سے عقیدۂ تثلیث کا بطلان ظاہر ہے۔

اب تثلیث پرستی کے زوال کے آثار نمایاں طور پر نظر آنے لگ گئے ہیں۔ دنیا کے حالات پر نظر رکھنے والے اس امر کو پوری طرح محسوس کر رہے ہیں حتیٰ کہ خود سمجھدار پادری صاحبان بھی اس تنزل کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند اقتباسات مختصر طور پر بطور نمونہ پیش ہیں۔

"ٹانگانیکا سٹینڈرڈ" مورخہ یکم نومبر ۱۹۵۵ء تحریر کرتا ہے:-

"عیسائیت کا گرفت ڈھیلی ہو رہی ہے ...

کمزور ہوتی جارہی ہے ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اٹھانی پڑیں اس سے کہیں بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آجکل یہ درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کس طرح قائم رکھے"

مشرقی افریقہ کے لاٹ پادری جناب ریورنڈ لیونارڈ بیچر The Archbishop of East Africa The most rev Leonard Beacher نے، اپنے بیان مطبوعہ اخبار "ٹانگانیکا سٹینڈرڈ" مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۱ء میں کہا ہے کہ:-

"دنیا کی آبادی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ چرچ کو نئے ممبر بھی مل رہے ہیں تاہم دنیا کی آبادی میں ان کا تناسب برابر گر رہا ہے چرچ کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے۔"

ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ اپنی اشاعت بابت جون ۱۹۶۰ء میں یوں رقمطراز ہے:-

"اسلام عیسائیت کے بعد ظاہر ہونے والا اکیلا اور عظیم مذہب ہے۔ یہ اکیلا مذہب ہے جو مروجہ عیسائیت کی صداقت کو یکسر جھٹلاتا ہے۔ یہ اکیلا مذہب ہے جو عیسائیت کی اصلاح کرنے، اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور اس کی جگہ لینے کا دعویدار ہے۔ یہ اکیلا مذہب ہے جس نے ماضی میں (عیسائیت کو) شکست دی ہے۔ اور یہ اکیلا مذہب ہے جو آج دنیا کے مختلف علاقوں میں عیسائیت پر غالب آکر اس کی جگہ اپنا سکہ بٹھاتا چلا آرہا ہے۔"

اسی طرح برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے ٹی واٹسن Rev J.T. Watson نے افریقہ کی ایک مسیحی کانفرنس سے واپسی پر کیپ ٹاؤن میں بیان دیتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ:-

"یہ بات عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے"

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام افریقہ میں برابر ترقی کر رہا ہے۔ اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں دس افراد کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی [illegible] ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال [illegible] سے ضرور فائدہ

اٹھانا چاہیئے۔ لیکن اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ ہم اس موقع کو گنوا دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے گا۔"

(ڈیلی میل فری ٹاؤن۔ افریقہ ۸ نومبر ۱۹۶۳ء)

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کے فاضل مدیر نے ۱۹۶۳ء کے آخری دن کے پرچہ میں اپنے اداریہ میں بتایا ہے کہ:-

(الف) "افریقہ میں اس وقت دو لاکھ عیسائی مشنری مصروف کار ہیں جو افریقیوں کو مسیحیت کی دہلیز پر سجدہ ریز کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں"

(ب) "ایک امریکی عیسائی مشنری بلی گراہم تو اس حقیقت کا اعتراف بھی کر چکا ہے کہ اسلام واحد ایسا مذہب ہے جس کا افریقہ میں کوئی مستقبل ہو سکتا ہے۔ مسیحیت اس برّ اعظم میں جنگ ہار چکی ہے۔"

(نوائے وقت ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء)

ماہنامہ "سیارہ" لاہور اکتوبر ۱۹۶۴ء صہ۱۳، ۱۵ کے اداریہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:-

"افریقہ بین الاقوامی لحاظ سے کچھ ایسا مقام رکھتا ہے اور دنیا کے دو بلاکوں کی کشاکش نے اسے اتنی اہمیت دے دی ہے کہ افریقہ پر غلامی کی تاریک رات مسلط رکھنے والی مغربی طاقتیں ہر طریق سے اس کوشش میں ہیں کہ اس خطہ پر ان کا اثر کسی نہ کسی طرح قائم رہے۔ قاہری اگر نہ چل سکے تو ساحری کو بہرحال کارگر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ جہاں ایک طرف فرانس فوجی طاقت کو آزما رہا ہے وہاں دوسری طرف ذہنی اور روحانی دائرے میں عیسائیت کا پیغام پھیلایا جا رہا ہے۔ مغربی قوموں کا یہ پرانا آزمودہ نقشہ کار ہے کہ وہ جہاں کہیں سیاسی و اقتصادی قائم کرتی ہیں وہاں اپنے کلچر کو پھیلانے اور عیسائیت کی تبلیغ کرنے کی مہمات بھی چلاتی ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغ بھی [illegible] طریق سے نہیں کی جاتی بلکہ خدمت خلق (تعلیم و صحت کے ادارات) کی آڑ میں کام کیا جاتا ہے۔ مشنری ادارے اپنی حکومتوں اور سرمایہ داروں کے تعاون سے فلاح عامہ کے کام کر کے اور بسا اوقات نقد اعانتوں، ملازمتوں، شادی بیاہ اور سماجی مرتبہ میں ترقی کا لالچ دلا کر مقامی باشندوں کو زیر بار احسان کرتے ہیں۔ اور پھر وہ نفسیاتی مہارت

رکھنے والے تیز طرار مبلغوں کے ذریعہ ان کے دلوں اور دماغوں کو فتح کرتے ہیں۔ اس معاملے میں غالباً افریقہ ایک ایسا برّ اعظم ہے جہاں کتنے ہی مشنری پادریوں نے اپنی عمریں کھپا دی ہیں اور بے شمار سرمایہ اس کام میں لگ چکا ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ اسلام کسی غیر معمولی تدبیر و تنظیم کے بغیر بھی اپنا راستہ بناتا چلا جا رہا ہے پہلے بھی مشنری عیسائی اداروں کے ہاں یہ پیچیدہ مسئلہ ہمیشہ زیر بحث رہا ہے کہ آخر ہم اتنا کچھ خرچ اور اتنی کاوشیں کرنے کے بعد کیوں اتنے کم نتائج پاتے ہیں اور اسلام کیوں عیسائیت کے مقابلے میں بآسانی آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اور آج بھی انٹرنیشنل مشنری کونسل کے لئے یہ پرابلم درد سر بنا ہوا ہے۔ ان دنوں "اسلام ان افریقہ پراجیکٹ" کے عنوان سے خاص منصوبہ بنا کر تبلیغ عیسائیت کا محاذ گرم کر دیا گیا ہے۔ حال ہی میں بلی گراہم نامی ایک مشہور مبلغ نے اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے مہم شروع کر رکھی ہے جو پہلے کے مقابلے میں کافی موثر ثابت ہو رہی ہے۔ ان صاحب نے ہی سابق صدر آئزن ہاور سے ملاقات کر کے ان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ نائیجیریا کا دورہ کریں جو انگریزی تسلط سے آزاد ہو رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مغربی ڈپلومیسی اور تبلیغ عیسائیت دونوں دوش بدوش جاری ہیں۔

افریقہ میں اسلام کا پیغام پھیلانے کے لئے احمدیوں کا کام منظم بھی ہے اور زیادہ وسیع بھی چنانچہ ایک رپورٹ کے مطابق مشرقی افریقہ کی ۱۵ فی صد مسلم آبادی میں دس ہزار احمدی ہیں اور برٹش مشرقی افریقہ کے دس لاکھ مسلمانوں میں خاصی بڑی تعداد احمدیوں کی بیان کی جاتی ہے۔ کینیا کے بعض علاقوں میں احمدی مبلغ کام کرتے ہیں۔ نیروبی میں ان کا بڑا تبلیغی مرکز اور کالج قائم ہے۔ اور انگریزی روزنامہ نکل رہا ہے۔"

"نیوز ویک" اپنے ۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء کے شمارے میں لکھتا ہے:-

"چرچ اور عیسائیوں کے درمیان فاصلہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے پندرہ ہزار صنعتی کارکنوں (مرد و عورت)

کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا ہے کہ صرف سات فیصدی لوگ ہفتہ وار عبادت میں شامل ہوتے ہیں"

چرچ آف انگلینڈ بھی بڑی تیزی سے مائل بہ زوال ہے، دس فیصدی سے بھی کم لوگ مذہبی تقاریب میں شرکت کرتے ہیں

نکولس سٹیٹی Nicholas Stacey لکھتا ہے:-

"شہر کے ایک حصہ میں جہاں پورہ مجموعہ، بارہ چرچ کونسلیں اور ستاون بے فائدہ و فضول چرچ کلبیں نزدیک نزدیک واقع ہیں۔ مذہبی جلسوں میں شامل ہونے والے ان میں سے کسی ایک عمارت میں بخوبی سما سکتے ہیں۔ اگر چرچ ان بھاری بھرکم تاریخی عمارتوں تلے دب کر ندرہ گیا تو بھی ان عمارتوں کو کسی غیر استعمال میں لانا پڑے گا۔"

کیتھولک چرچ بھی انہیں حالات سے دوچار ہے۔ ہالینڈ کا مشہور تاریخی گرجا جو ۱۸۹۲ء میں ایک ہزار افراد کی عبادت کے لئے تعمیر ہوا تھا فروخت ہو چکا ہے۔ دو اور تاریخی گرجے جلد ہی فروخت ہونے والے ہیں

ایک عیسائی شاعر ریورنڈ ریحانی صاحب کہتے ہیں ؎

مشرق و مغرب کے عیسائی بہت دیکھے مگر
ایک بھی دیکھا نہ ہم نے عامل انجیل پاک
لیلیٰ معنی کے رخ سے کس طرح اٹھے نقاب
ہم سے کوسوں دور ہے جب محمل انجیل پاک
آمد ثانی عیسیٰ تھوڑے دن کی بات ہے
ہو تا جاتا ہے زمانہ قائل انجیل پاک

(رسالہ اخوت لاہور اپریل ۱۹۶۸ء)

پہلے دو اشعار کی صراحت کے بعد مزید کسی بات کے کہنے کی ضرورت باقی نہیں۔

"ثانی عیسیٰ" کی آمد تو اس طرح ہو چکی ہے جس طرح ثانی ایلیا کی آمد ہوئی تھی۔ مگر آپ خواہ مخواہ ایلیا کے آسمانوں سے آنے کے منتظر یہود کی طرح انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

پادری عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں:-

"چونکہ انجیل مقدس میں کوئی ایسا بیان مرقوم نہیں ہے جو کہ یسوع مسیح کے بارہ سال کی عمر سے لیکر تیس سال کی عمر تک ظاہر کرے کہ وہ کہاں رہے؟ کیا کرتے تھے؟ کہاں سیکھا پڑھا اور کون ان کے استاد تھے؟ سوایسے بیان کے نہ ہونے کا بیجا فائدہ عیسائیت کے مخالفین اٹھانے لگے ہیں۔"

(اخوت اپریل ۱۹۶۸ء ص)

گویا اناجیل نے حضرت مسیح کی زندگی کے بڑے اور اہم حصہ کو پردہ خفا میں رکھا ہے۔ کیا عیسائیوں کے لئے روا ہے کہ ایسے انسان کو عالمگیر اسوہ کے طور پر پیش کریں۔؟

آخر میں مسیحی رسالہ ماہنامہ "زندگی" دہلی اگست ۱۹۶۸ء آزادی نمبر ص سے اداریہ بعنوان "آئینہ" کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:-

"دوسری طرف گاؤں دیہات کے چرچ ہیں جہاں پادریوں کو ۷۰ روپے سے لے کر ۱۰۰ روپے تک تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور اس زمانہ میں ۱۰۰ یا ۱۲۰ یا ۱۵۰ روپے ایک پادری اور اس کے کنبے کے لئے کافی ہیں؟ کیا اتنی قلیل اجرت میں وہ زندہ رہ سکتا ہے یوں معلوم دیتا ہے جیسے پیاسے کے منہ میں دو بوند پانی اور بھوکے کو ایک لقمہ...... شہر کے جعلی والے اور دوسرے مزدور کی آمدنی ایک پادری سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ دوسری طرف ان کے بچے، ان کی تعلیم، ان کا دیگر خرچ... اور دوسرے دنیاوی اخراجات کیا یہ سب اس قلیل تنخواہ میں پورے ہو جاتے ہیں۔ میں کہوں گا بالکل ناممکن ہمارے پادری زندہ نہیں رہ سکتے بلکہ وہ قبر کے دہانے پر پڑے سسک رہے ہیں۔ یہ زندہ رہے ہمارے پرانے شکار ہیں۔ اگر ایک مشنری کی کوٹھی کو جاکر دیکھا جائے تو گورنمنٹ آف انڈیا کے انڈر سیکرٹری اتنی اچھی طرح نہیں رہتے جتنے یہ مشنری۔ اور اس لئے یہ درجہ بندی تمام ایشیا میں مقامی لوگوں کو مشنریوں سے متنفر کر رہی ہے اور اب اگر دیگر مذاہب کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں تو افریقہ میں اسلام اب مسیحیت پر غالب آرہا ہے حالانکہ وہاں پر مسیحی مناد عرصہ دراز سے تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اسی طرح انڈونیشیا، ملایا، جاوا، سماٹرا میں مسیحی مناد عرصہ دراز سے مسیحی منادی میں لگے ہوئے ہیں مگر ان کو جس قدر کامیابی ہوئی ہے اس سے ہر وہ شخص واقف ہے جو نظر غائر سے مسیحی اعداد و شمار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسیحی مشنری کتابوں میں مسیحیوں کی تعداد بے شک ہزاروں ہو سکتی ہے مگر حقیقتاً مسیحی شمار اس سے کم نکلتا ہے۔"

مسیحی منادوں کے ان بلند بانگ دعووں پر غور کیجئے جو انہوں نے آج سے صرف پون صدی پہلے عیسائیت کو تمام دنیا میں فروغ دینے کیلئے کئے تھے اور پھر اس روحانی انقلاب پر نظر ڈالئے جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے دنیا بھر میں رونما ہو رہا ہے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ الٰہی تصرفات ہیں نہ کہ انسانی تدبیر۔ ...

اذکروا موتاکم بالخیر

محترم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم آسام

از محترمہ مہر النساء بیگم صاحبہ ہمشیرہ محترم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم ڈبروگڑھ آسام

محترم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم متوطن شیلانگ، آسام کے آزمودہ کار ماہرین تعلیم میں سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار محترم مولوی محمد امیر صاحب پشاور سے آکر ڈبروگڑھ میں آباد ہوئے تھے اور آپ کی ولادت ڈبروگڑھ میں ہی ۲۸ ستمبر ۱۸۸۸ء کو ہوئی۔

محترم مولوی صاحب کو ان کی اعلیٰ تعلیم کی غرض سے کاٹن کالج Cotton College گوہاٹی میں داخل کروا دیا گیا۔ جہاں وہ جلد ہی اس وقت کے پرنسپل جناب سڈمرسن صاحب Mr Sudmerson کے مقرب ترین اور منظور نظر طالب علم بن گئے۔ یہیں جواں بخت اور نوعمر رجحان نے آسامیز سٹوڈنٹس لٹریری ایسوسی ایشن Assamese Students Literary Association کی تہذیبی اور ثقافتی تقاریب میں بحیثیت سیکرٹری تقریر و تخاطب کی مشق و مہارت بہم پہنچائی۔ ۱۹۰۵ء میں موصوف نے کاٹن کالج سے پریذیڈنسی کالج کلکتہ Presidency College میں منتقل ہو کر بی اے میں داخلہ لے لیا اور انگریزی ادب میں ایم اے کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کرنے کے بعد طلائی تمغہ حاصل کیا۔ کلکتہ کی تعلیمی زندگی میں وہ ایک معروف شخصیت کے مالک تھے۔ اور ایک اچھے مقرر کے طور پر مشہور تھے۔ قانون کے پیشہ کو اختیار کرنے کے خیال سے مرحوم نے قانون کی تعلیم بھی حاصل کرنا شروع کی۔ لیکن انہوں نے قانون کی ڈگری حاصل کرنے سے قبل ہی محکمہ تعلیم کی ملازمت اختیار کر لی۔

اس وقت وہ غیر منقسم بنگال اور آسام کی حکومت کے تحت راجشاہی کالج میں بطور انگریزی لیکچرر متعین کئے گئے۔ لیکن ۱۹۱۲ء میں جب جناب کننگھم صاحب ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن آسام Mr Cunningham Ex D.P.I. of Assam کے زیر صدارت مسلمانوں کی تعلیمی تنظیم و اصلاح کا مسئلہ زیر غور آیا تو اس فیصلہ اور قرارداد کو بروئے عمل لانے کے لئے حکومت نے ۱۹۱۲ء میں محترم مولوی صاحب کو راجشاہی کالج سے تبدیل کر کے خاص افسر برائے تعلیم مسلمانان مقرر کر دیا۔ آپ نے آسام کے دینی مدارس کی تعلیم کی اصلاحات میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۷ء میں آپ بحیثیت اسسٹنٹ ڈی پی آئی مقرر ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں عارضی طور پر ڈی پی آئی کے عہدہ پر ترقی دے دئے گئے۔ [illegible] مولوی صاحب مرحوم ۱۹۱۲ء اور ۱۹۴۲ء کے [illegible] خان صاحب [illegible] کے اعزاز [illegible]

محترم مولوی صاحب مرحوم [illegible] تاریخ کے مسلمہ متبحر عالم تھے [illegible] باوجود وہ [illegible] تھے اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے [illegible] صوبہ کو تحریک سکاؤٹ [illegible] سے اولین روشناس کرا [illegible] مرحوم اپنی وفات تک بحیثیت سکاؤٹ [illegible] Scouts & Guides کی آسام برانچ کے وائس [illegible] رہے۔ انہوں نے قرآن کریم [illegible] میں مکمل ترجمہ بھی کیا [illegible] آپ کی زندگی میں شائع [illegible] اور بقیہ تین پارے جلد ہی شائع کر دئے جائیں گے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ آسامی ادب میں اس مذہبی کتاب کا ترجمہ نہایت اہمیت کا حامل ہوگا

محترم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم اپنی زندگی کے آخری لمحات تک سرگرم و مصروف رہے۔ شیلانگ اور دیگر مقامات کے تمام طبقات [illegible] آپ ہر دلعزیز تھے۔

آپ نے مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۷ء کو اپنی زندگی کی آخری سانس لی۔ اور افسوس کہ اب وہ ہمارے درمیان نہیں

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

ضروری اعلان

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض جماعتوں کے انتخابات مرکز میں پہنچے ہیں اور وہ منظور ہو کر اعلان بھی اخبار بدر میں کرا دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ انتخاب بھیجنے والی جماعتیں نو منتخب عہدیداران کے پتے تحریر نہیں کرتیں جن پر آئندہ خط و کتابت کا انحصار ہے۔ مہربانی فرما کر ایسی جماعتیں جن کے انتخاب منظور ہو چکے ہیں اپنے اپنے عہدیداروں کے پتے بھجوا دیں اور آئندہ انتخاب بھجوانے والی جماعتیں بھی عہدیداران کے پتے تحریر کریں۔ تا خط و کتابت میں آسانی رہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

تحریک جدید کے ذریعہ سے سینما بینی کی لعنت کا سدّباب

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان

دور حاضر میں سائینس کے عروج کا ایک بڑا کارنامہ سینما کی ایجاد ہے۔ بھارت میں سب سے پہلی خاموش فلم ۱۹۱۳ء میں پردہ پر دکھائی گئی۔ اور ۱۹۳۱ء میں سب سے پہلی بولتی ہوئی فلم سینما سکرین پر نمودار ہوئی۔

سینما ایک قسم کی تصویری زبان ہے اور تصویری زبان قومی عزت و وقار، ملی کردار، اور سوسائٹی کے اخلاق کو زندہ رکھنے کا احساس افراد میں پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ قومی جوش و خروش کے لحاظ سے اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے فوری اور غالب اثر سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ سینما کے بہت سے فوائد بھی ہیں مگر اس کی مضرت اس کی افادیت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اسی کے مطابق معاشرہ پر اس کا اچھا یا برا اثر مترتب ہونا لازمی ہے۔

جہاں تک اسلامی تعلیم کا تعلق ہے ایسے معاملات میں جہاں نفع و نقصان کے دونوں پہلو یقینی طور پر موجود ہوں اسلام نے جائز اور ممنوع ہونے کے لئے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ دونوں پہلوؤں کا موازنہ کر لیا جائے۔ اگر مضرت اور نقصان والا عنصر زیادہ ہے تو اس پر امتناع کا حکم لگے گا اور اگر دوسرا پہلو غالب ہے تو جواز کا۔ چنانچہ شراب اور جوئے کے ذکر میں قرآن کریم نے اسی اصول تعلیم کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ ... إِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا (البقرہ آیت ۲۲۰) یعنی وہ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ تم بتا دو کہ ان میں جس قدر نفع کا پہلو ہے اس سے کہیں زیادہ گناہ کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جس کی مضرت اس کی افادیت سے زیادہ ہو وہ اصولی رنگ میں ناجائز ہے۔ بجز شریعت کی مستثنیات کے۔

اس اصول کے پیش نظر جب ہم سینما بینی پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس وقت سینما بینی کو محض تفریح طبع اور دل بہلانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ عوام اس شغل کو تعمیری کاموں میں نہیں لاتے بلکہ دن بھر خون پسینہ ایک کرنے والا کسان یا محنت شاقہ سے چور ایک مزدور حتی کہ ایک بھکاری تک دل بہلانے کے لئے اپنی کمائی کا ایک معقول حصہ سینما بینی کی نذر کر دیتا ہے۔ [illegible]

قدرت نے زائل شدہ طاقتوں کی بحالی کے لئے ایسی لغویات سے کہیں اعلیٰ ذریعہ نیند کو بنایا ہے۔ مگر لوگ عموماً رات کو بجائے نیند کے ذریعہ بلاقیمت آرام حاصل کرنے کے اپنے اموال کے ساتھ اپنے قیمتی وقت کو بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ قرآن پاک نے سنجیدہ افراد کو اس قسم کے لغو اور بیہودہ کاموں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان کی یہ صفت بتائی ہے کہ وَهُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ یعنی وہ بیہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ سینما فی ذاتہٖ برا نہیں مگر موجودہ زمانہ میں اس کی جو صورت بنا دی گئی ہے اس کی جملہ صورتیں نہایت ہی درجہ مخرب الاخلاق ہیں۔ جس کے نتائج دنیا کے سامنے ہیں۔ سینما کے کردار اپنے انداز و ادا، طرز گفتگو لباس اور عشقیہ گیتوں کے ذریعہ تماشا بینوں پر ایسا برا اثر ڈالتے ہیں کہ خام طبع نوجوان مرد اور عورتیں لاشعوری طور پر ان کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں۔ نتیجۃً ان سب کے اخلاق کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ چھ سات سال کی عمر کے بچے اپنی توتلی زبان میں ایسے گیت گاتے ہیں جن کو سمجھنے کے لئے انہیں ابھی کافی عمر درکار ہے مگر ان کا یہ ماحول کچھ ہی عرصہ میں ان پر جنسیات کے کئی گوشے قبل از وقت بے نقاب کر دیتا ہے۔ یہ سب سینما بینی کے کرشمے ہیں۔ نہ سینما ہال سے ایسے گیت بچوں کے کان میں پڑتے۔ نہ وہ ان میں دلچسپی رکھتے اور نہ ان پر سوچ بچار کر کے اپنے اخلاق کا ستیاناس کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ سینما اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے۔ اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے نونہالوں کو کھو دیا ہے اور ان کی شریف بچیوں کو رقاصائیں بنا دیا۔ سینما کے فحش گیت، بیہودہ اور عشقیہ قصے اور عریاں مناظر اخلاقیات کے لئے ازحد مہلک ثابت ہوئے ہیں۔ شہروں میں دیکھتے ہیں تو ان کے بڑوں سے چھوٹوں تک یہ مرض چھوت کی طرح سرایت کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اب موجودہ معاشرے کا اس رنگ میں احاطہ کر چکا ہے کہ خوش قسمت گھرانے ہی ہیں جو اس کے بد اثرات سے محفوظ ہیں۔

اگرچہ سینما کی تصویری زبان قومی وقار، اخلاق و کردار اور اعلیٰ کارناموں کو زندہ رکھنے کا اچھا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ تصویری زبان کا نہایت سرعت سے فوری اثر ظاہر ہوتا ہے۔ مگر جب یہی تصویری زبان جذبات کی ترجمانی کا کام دینے لگ جائے اور جذبات میں ایک تلاطم پیدا کر دے تب تہور شجاعت پر اور جوش جنون عقل پر غالب آ جاتا ہے اور بسا اوقات زندگی پر موت کو غالب کر دیتا ہے سوائے اس کے کہ حالات ہر جہت سے کنٹرول میں ہوں تو نتیجہ خاطر خواہ اور مفید نکلتا ہے جیسے میدان کارزار میں قومی ترانے، گیت اور آباؤ اجداد کے سنہری جنگی کارنامے سپاہ میں وہ جوش اور ولولہ پیدا کر دیتے ہیں کہ انجام سے بے پروا ہو کر سپاہی سر پر کفن باندھ کر میدان جنگ میں جا کودتا ہے۔ لیکن جب حالات سازگار نہ ہوں تو سینما بینی نوجوان عشقیہ لبیں منظر اور افسانوں سے دلفگار ہو کر جب سینما ہال سے باہر کی دنیا میں آتے ہیں تو جذبات کی قدرت ان کے قابو سے باہر ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ایسی ایسی گھناؤنی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اسی وجہ سے بھارت کی مشہور شخصیت شری راج گوپال اچاریہ جیسے سنجیدہ مزاج لوگوں کو برملا طور پر یہ کہنا پڑا کہ

”نوجوان طبقہ ہرگز ہرگز سینما نہ دیکھے“

یہ تو سینما کی مضرت کے اخلاقی پہلو کے چند اشارات تھے۔ اب آئیے اس کو ذرا طبی نقطۂ نگاہ سے دیکھیں۔ سینما ہال میں سینکڑوں اشخاص ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں۔ ان میں ٹی بی، دمہ، خسرہ اور کھانسی وغیرہ مختلف متعدی امراض میں مبتلا مریض بھی ہوتے ہیں۔ ان کی سانسوں سے ہال کی بند فضا متعفن ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تندرست افراد کی صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے اور اس طرح نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ قومی صحت کے لئے بھی سینما نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی طرح فلم سکرین پر تیز روشنی میں متواتر نگاہ جمائے رکھنے سے اور پھر یکا یک اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے سے نظر پر جو اثر پڑتا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اور نوعمر بچوں کے چہروں پر بکثرت عینکیں اس کا واضح ثبوت ہیں۔

بحیثیت دیہات کی ترقی پر بھی سینما کا برا اثر پڑتا ہے۔ شہروں کی رونق اور سینما کی سہولت کے پیش نظر دیہات کا خوشحال طبقہ دیگر صدہا سہولتوں اور خوبیوں کو چھوڑ کر محض سینما شوق میں شہروں میں جا آباد ہوا ہے۔ اور اس طرح شہروں میں رہائش کے لئے مکانات کا میسر آ جانا ایک لاینحل مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے۔ طبی اور اخلاقی نقطۂ نظر کے علاوہ سینما بینی کا ایک بہت بڑا نقصان اس کا مالی پہلو ہے۔ اور ساتھ ہی وقت کا ضیاع بھی۔ آجکل سینما ٹکٹ خریدنے کے لئے غریب آدمی کو خود اور امراء کو بذریعہ نوکر گھنٹوں لمبی قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اس طرح سینما دیکھنے اور ٹکٹ خریدنے کے لئے دوہرا نقصان ہو رہا ہے۔ اگر یہی روپیہ اور وقت قومی تعمیر کے مفید کاموں میں صرف ہو تو اندازہ کیجئے ملک و قوم کی حالت کہاں سے کہاں جا پہنچے۔

ان تمام قباحتوں اور نقصانات کے پیش نظر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں ایک مطالبہ ”سادہ زندگی“ بھی رکھا ہے اور اس کے تحت سینما بینی کی بھی پرزور الفاظ میں ممانعت فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

> ”میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما، سرکس، تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے اور اس سے کلی پرہیز کرے۔ ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے اس کے لئے سینما یا کوئی تماشا وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے“
>
> (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

اب دیکھ لیجئے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا جماعت کے ایک ایک فرد پر کس قدر عظیم احسان ہے کہ آپ نے ایک طرف جماعت کو بداخلاق سے بچا لیا تو دوسری طرف جماعت کا لاکھوں روپیہ بچا کر اسے ایسے نیک کام میں لگانے کی تحریک فرمائی کہ آنے والی نسلیں اس احسان عظیم کو کبھی نہ بھول سکیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سینما بینی جیسی لغو باتوں سے افراد جماعت کو منع فرما کر ان کے سامنے تحریک جدید کی صورت میں اشاعت اسلام کا وسیع اور بابرکت پروگرام رکھا۔ اس بابرکت تحریک کے مالی حصہ میں شرکت اختیار کر کے ہم اسلام کی تعلیم کو دور دراز مقامات میں پہنچا سکتے ہیں جہاں آپ خود نہیں پہنچ سکتے وہاں آپ کا دیا ہوا ایک پیسہ آپ کی نمائندگی کرے گا۔ تحریک جدید کے ذریعہ دنیا میں اشاعت اسلام کا جو عظیم الشان کام ہوا ہے اسے دیکھ کر دشمن بھی انگشت بدنداں ہے۔ دنیا کے تثلیث کدوں اور الحادی مراکز میں خدائے قدوس کی خالص توحید کی آواز بلند کرنے کیلئے ایک خاص پروگرام کے تحت مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے کلام پاک کے تراجم اور تبلیغ اسلام کیلئے کتب شائع کی جا رہی ہیں۔ بیسیوں مشن تبلیغ اسلام میں رات دن مصروف ہیں۔ گویا اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اب یہ افراد جماعت کا کام ہے کہ اس کو اور زیادہ وسعت دیں اور اس کے ...

محترم مولانا بی عبداللہ صاحب مالاباری کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان کی تعزیتی قرارداد

۱۔ قرارداد تعزیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

ریزولیوشن نمبر ۱۶۳ خ-م مورخہ ۱۰ تبوک ۱۳۴۷ ہش مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۶۸ء

رپورٹ ناظر صاحب اعلیٰ کہ آج مورخہ ۹-۹ کو تار ملا کہ مکرم محترم بی عبداللہ صاحب مالاباری مولوی فاضل وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی تھے اور سلسلہ کے نہایت مخلص مبلغ تھے لہٰذا یہ معاملہ برائے ریکارڈ مجلس میں پیش ہے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہُوا کہ صدر انجمن احمدیہ اپنے خاص اجلاس میں مکرم محترم مولوی بی عبداللہ صاحب مالاباری مولوی فاضل کی وفات پر جو بتاریخ ۶۸-۹-۹ بعمر قریباً تہتر سال واقع ہوئی ہے ان کی خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ریکارڈ کرتی ہے مرحوم نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پائی۔ اور مبلغین جماعت میں کامیابی حاصل کی۔ اور ۱۹۳۱ء سے تا مرض الموت قریباً سینتیس سال اپنے اعلیٰ علم، تقویٰ اور بے پایاں جذبۂ اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ اپنے وطن مالابار میں شدید مخالفتوں کے باوجود احمدیت کو فروغ دیا۔ اور چند سال قبل تک کی تمام جماعتوں کا بیشتر حصہ آپ ہی کی جانفشانی اور حسن کارکردگی کا مبارک نتیجہ تھیں۔ بزرگ اساتذہ جن سے آپ نے قادیان میں فیض تعلیم و تربیت پایا تھا آپ کی زندگی ان بزرگوں کے اخلاقِ فاضلہ کا عکس تھی۔ آپ بے نفسی اور متانت اور وقار اور انکسار کے حامل بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی مادری زبان میں احمدیت کے متعلق لٹریچر پیدا کیا۔ اور سیلون میں مالاباری لوگوں کی آبادی کی وجہ سے سیلون میں بھی آپ کو دعوۃ و تبلیغ کے لئے بار بار بھجوایا جاتا رہا آپ کے علم کا اغیار پر خاص رعب تھا۔ اور جماعت احمدیہ کے افراد پر آپ کے اتقا کا خاص اثر تھا۔

آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی رکنیت کا اعزاز ۱۹۶۰ء سے حاصل تھا۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خاص فضل و رحم سے مرحوم کو درجات رفیعہ سے نوازے اور ان کی ہر دو اہلیہ صاحبہ اور اولاد کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی
وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

۲۔ قرارداد تعزیت انجمن تحریک جدید قادیان

انجمن تحریک جدید قادیان نے بذریعہ فیصلہ نمبر ۶۸-۹-۱۰/ش ذیل کی قرارداد تعزیت منظور کی ہے:-

انجمن تحریک جدید قادیان محترم مولوی بی عبداللہ صاحب مالاباری فاضل کی وفات پر، جو بتاریخ ۹ تبوک (ستمبر) بعمر قریباً تہتر سال واقع ہوئی ہے ان کی ہر دو اہلیہ اولاد اور اعزہ و اقارب سے تعزیت کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مدارج عالیہ سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اپنی حفظ و امان عطا کرے آمین۔

مرحوم نے مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پائی اور مبلغین جماعت میں کامیابی حاصل کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور بزرگ اساتذہ و صحابہ کرام کا فیضِ صحبت پایا۔ مرحوم نے اپنے اعلیٰ اخلاق سے جماعت مالابار اور جماعت سیلون پر خاص اثر ڈالا۔ اور ہر دو علاقوں میں بے جگری سے تبلیغ کی۔ قریباً سینتیس سال آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرگرم خدمت کی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مثمرِ ثمراتِ حسنہ بنایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ اس جماعتی خلا کو اپنے فضل و رحم سے پورا فرمائے۔

آمین

۳۔ قرارداد تعزیت وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ریزولیوشن نمبر ۱۴ مورخہ ۶۸-۹-۱۴ ہش

رپورٹ محترم انچارج صاحب وقف جدید کہ مکرم مولوی بی عبداللہ صاحب مالاباری مبلغ کیرالہ، جو انجمن وقف جدید کے رکن بھی تھے طویل علالت کے بعد ۹ تبوک (ستمبر) کو بعمر تہتر سال وفات پا گئے ہیں۔ ان کی خدمات جلیلہ کی وجہ سے تعزیتی قرارداد منظور کی جائے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہُوا کہ محترم مولوی بی عبداللہ صاحب مالاباری فاضل کی علاقہ کیرالہ اور ملک سیلون کے تعلق میں عظیم خدمات سلسلہ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ ان کا اپنی جماعتوں پر اور غیر از جماعت لوگوں پر بوجہ ایک عالم بے بدل اور ایک متقی اور بزرگ ہونے کے انہوں نے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ ہم ارکان وقف جدید قادیان اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں اور مرحوم کے، جو اس انجمن کے رکن بھی تھے، رفیع درجات اور ان کی ہر دو اہلیہ اور اولاد اور اعزہ و اقارب اور ان علاقوں کی جماعتوں کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ اس خلا کو پورا فرمائے۔ آمین

* * *

مجلس خدام الاحمدیہ شورت کا ماہانہ تربیتی اجلاس

رپورٹ مرتبہ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ شورت کشمیر

مجلس خدام الاحمدیہ شورت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۸ ظہور (اگست) بعد نماز عصر مکرم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب قائد مجلس کی صدارت میں ماہانہ تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس کی کارروائی محترم عبد القدیر صاحب لون کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد دہرایا۔ اور نظم منظور احمد صاحب وانی نے پڑھی۔ ازاں بعد مکرم محمد شعبان صاحب، مکرم غلام حسن صاحب ڈار، ڈاکٹر شیخ عبد الرشید صاحب مکرم علی محمد صاحب لون اور محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے مختلف موضوعات پر تربیتی تقاریر کیں۔ مقررین نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے اپنے اندر خدمت دین کا جذبہ پیدا کرنے، ہر برائی کو ترک کرنے اور دوسروں کے لئے ایک بہترین نمونہ بننے کی تلقین فرمائی۔ دوران تقاریر میں ماسٹر نذیر احمد صاحب نے سیدنا حضرت المصلح الموعود کا منظوم کلام

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے — پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو

خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ آخر میں محترم قائد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں خدام کو ان تمام نصائح پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی جو مقررین نے کیں۔ بعد دعا دس بجے شب اجلاس بخیر و خوبی برخاست ہُوا۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار گلے کی شدید تکلیف سے دوچار ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عاجلہ بخشے۔ عبد الحفیظ خان درویش قادیان

۲۔ جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے ایک مخلص نوجوان مکرم سید برہان الدین صاحب بی اے اعلیٰ تعلیم پی ایچ ڈی کے لئے U.S.A. جانے کی غرض سے مورخہ ۷ تبوک (ستمبر) کو ٹیکنیکل بھوبنیشور سے کلکتہ جا چکے ہیں جہاں سے بذریعہ طیارہ وہ امریکہ جائیں گے۔ بزرگان سلسلہ درویشان کرام اور جملہ احباب جماعت ان کے مقصد میں نمایاں کامیابی اور بخیریت مراجعت کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے

سید شاہد احمد۔ سونگھڑہ۔ اڑیسہ

اداریہ — بقیہ صفحہ ۲

والے افراد کی بھی دلیسی ہی ضرورت ہے اس لئے کہ جانے والے تو اپنا کام پورا کر کے چلے گئے۔ اب ان کی جگہ لینے والوں کی ضرورت ہے۔ حقیقت میں جماعت کا اصل سرمایہ تو یہی حصہ جماعت ہے جو اس جہان سے بامراد گزر جانے والوں کے بعد ہر وقت ان کی جگہ پُر کرنے کے لئے تیار کھڑا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے جماعت میں ایسے افراد جس قدر زیادہ ہوں گے اسی قدر جماعت کے قدم زیادہ مضبوط ہوتے چلے جائیں گے۔ اور آگے آنے والی زیادہ سرعت کے ساتھ آنے والے وقتوں میں پیش نظر پروگرام کو کامیابی کے ساتھ چلانے والے بن سکیں گے!!

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۸ء کو دوسری بچی عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو لمبی عمر عطا رکھے۔ نیز نومولودہ کو [illegible] دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور صحت مند لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

درخواست دعا۔ میرا لڑکا عزیز منیر الحق بیمار ہے علاج جاری ہے۔ احباب کرام اس کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔ محمد شمس الحق مدرس مدرسہ احمدیہ بنگالہ اڑیسہ

شورت کشمیر میں احمدی مبلغین کی کامیاب تبلیغی مساعی

حنفی عالم مولوی محمد مقبول شاہ صاحب کا احمدی مبلغ کے تحریری سوالات کا جواب دینے سے گریز

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ حال کشمیر

شورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے بہت بڑی بستی ہے جس میں سے تقریباً نصف لوگ احمدیت کو قبول کر چکے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ دو دو چار چار ہو کر دوست احمدیت میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں احناف کے ایک مفتی مولوی محمد مقبول شاہ صاحب عرف گگ شاہ صاحب نے بستی میں پہنچ کر جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیزی شروع کر دی شورت میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم رکن تبلیغی وفد موجود ہیں۔ موصوف نے خاکسار کو بھی جلسہ میں شرکت کی غرض سے پیغام بھیجا۔ وہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ مولوی مقبول شاہ صاحب بھی اسی بستی کے دوسرے حصہ میں جلسہ کر رہے ہیں اور چار پانچ بستیوں کے باشندوں کو موصوف نے مدعو کر رکھا ہے۔ چنانچہ بستی کے دونوں حصوں میں دو جلسے ہوئے صبح خاکسار نے مکرم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ شورت سے مشورہ کیا کہ یا تو فریقین کے دس دس آدمیوں کی موجودگی میں تبادلہ خیالات ہو جائے یا پھر ان کے جو سوالات ہیں وہ ہمیں تحریری طور پر لکھ بھیجیں۔ ہم اپنے سوالات ان کے پاس تحریر کریں گے۔ اس قسم کی چٹھیوں کے چار یا پانچ مرتبہ کے تبادلہ سے ہی انشاء اللہ بہت اچھا نتیجہ برآمد ہوگا۔ اور کسی قسم کا فتنہ فساد بھی نہیں ہوگا۔ محترم صدر صاحب نے غیر احمدیوں کے ایک صاحب اثر و رسوخ آدمی کو بلوایا۔ انہوں نے بھی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہا کہ آج مولوی مقبول شاہ صاحب کو ٹھہرا لیتا ہوں اور چار بجے تک چٹھیوں کے تبادلہ کا انتظام کر دوں گا۔ وہ یہ وعدہ کر کے چلے گئے اور خاکسار نے چٹھی لکھنا شروع کی۔ اسی دوران میں مولوی مقبول شاہ صاحب کا ایک استفتاء بھی تحریری ملا۔ اس کا جواب بھی اسی چٹھی کے آخر میں لکھ دیا گیا۔ لیکن مولوی مقبول شاہ صاحب بجائے بستی میں قیام کرنے کے اسی وقت بستی چھوڑ کر چلے گئے اور اب تک بستی میں واپس نہیں لوٹے۔ ہماری یہ چٹھی محترم نمبردار صاحب کو پہنچا دی گئی ہے کہ وہ اس کا جواب گگ شاہ صاحب سے حاصل کر کے دیں۔ لیکن آج تک نمبردار صاحب بھی جواب حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ شورت میں برادرم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی تبلیغ کے نتیجہ میں متعدد افراد بیعت کرنے کے قریب ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

زکوٰۃ

اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے

۱۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
۲۔ ہر صاحبِ نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔
۳۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائمقام تصور نہیں کیا جا سکتا۔
۴۔ زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔
۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

جملہ سیکرٹریان مال کو خاص طور پر کوشش کر کے اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب سے زکوٰۃ کی رقوم وصول کر کے مرکز میں بھجوانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خوش قسمت ہیں وہ موصی جو اپنا حصہ جائداد اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ درجنوں موصی ہزاروں کی جائدادیں چھوڑ کر فوت ہوئے۔ ورثاء نے جائدادیں تو سنبھال لیں لیکن حصہ جائداد ادا نہیں کیا۔!

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ سے قبل اس کی سو فیصدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف ۳½ ماہ باقی رہ گئے ہیں امید ہے کہ احباب جماعت ابھی سے اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرماوے اور ان برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ سے جاری ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی از بس ضروری ہے تا کہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران مال اور مبلغین صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

تمام عہدیداران مال کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی کر کے جلد رقوم مرکز میں بھجوا سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے آمین

ناظر بیت المال قادیان

تفصیلی پروگرام مالی دورہ جماعتہائے احمدیہ بہار و اڑیسہ

اخبار بدر کے گزشتہ پرچہ میں محترم ناظر صاحب مال کی طرف سے مالی دورہ کا اعلان شائع ہو چکا ہے جس میں خاکسار مع انسپکٹران مندرجہ ذیل تفصیلی پروگرام کے مطابق دورہ کرے گا۔ جملہ عہدیداران مال اور احباب جماعت سے توقع ہے کہ وہ پورا تعاون فرمائیں گے متعلقہ جماعتوں کو خطوط بھی لکھے گئے ہیں۔ **ناظر بیت المال قادیان**

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	پٹنہ براستہ گیا	۲۵-۹-۶۸	۱	۲۶-۹-۶۸	
۲	رانچی	۲۷ "	۱	۲۸ "	
۳	جمشید پور	۲۸ "	۲	۳۰ "	
۴	موسے بنی مائینز	۳۰ "	۲	۳-۱۰-۶۸	
۵	بھدرک۔ سورو	۴-۱۰-۶۸	۳	۷ "	
۶	کٹک مع پولیس لائن	۷ "	۲	۱۰ "	
۷	سونگھڑہ	۱۰ "	۳	۱۴ "	
۸	کیندرہ پاڑا	۱۴ "	۱	۱۵ "	
۹	کرڑاپلی	۱۵ "	۳	۱۸ "	
۱۰	پنکال	۱۸ "	۲	۲۱ "	
۱۱	کوٹ پلہ	۲۱ "	۱	۲۲ "	
۱۲	چودوار	۲۲ "	۱	۲۳ "	
۱۳	بھوبنیشور	۲۳ "	۱	۲۴ "	
۱۴	خوردہ	۲۴ "	۱	۲۵ "	
۱۵	کیرنگ	۲۵ "	۴	۲۹ "	
۱۶	رنگڑاں	۲۹ "	۱	۳۰ "	
۱۷	مانکاگوڑا	۳۰ "	۱	۳۱ "	
۱۸	سنیاگڑھا	۳۱ "	۱	۱-۱۱-۶۸	
۱۹	پوری	۱-۱۱-۶۸	-		

ماریشس میں مجلس خدام الاحمدیہ کا پانچواں کامیاب سالانہ تربیتی کیمپ

بقیہ صفحہ ۱

ہر روز اول آنے والے خیمہ کو انعام دیا جاتا رہا۔ معائنہ کرنے والوں میں کیمپ کے آفیسرز کے علاوہ بیرونی مہمان اور پریس کے نمائندگان نے بھی حصہ لیا۔

معائنہ کے بعد کھیلوں کا پروگرام شروع ہو جاتا جس میں آخری پروگرام سمندر میں تیرنا ہوتا تھا۔ عین بارہ بجے کھانے کی گھنٹی بجنے پر سب خیمہ وار اسمبلی ہال میں اپنی اپنی پلیٹ اور گلاس لئے کھڑے ہو جاتے اور لائن لگا کر باری باری کھانا حاصل کرتے اور کھاتے۔ اور باہمی پروگراموں پر گفتگو ہوتی۔ یہاں تک کہ نماز ظہر کی اذان ایک بجکر ۱۵ منٹ پر ہو جاتی۔ نمازیں ظہر و عصر جمع کرنے کے بعد علمی مجلس لگتی جس میں تلاوت قرآن مجید نظم خوانی۔ تقریر۔ سوال و جواب وغیرہ کے مقابلے دلچسپی پیدا کرتے رہے۔ فرسٹ ایڈ۔ فوٹوگرافی۔ وغیرہ پر عملی اسباق بھی دئے جاتے رہے۔

۳½ بجے چائے کے بعد کھیلوں کا پروگرام پھر شروع ہو جاتا۔ چھ بجے کھانے کا وقت مقررہ تھا۔ ۷½ بجے نمازیں مغرب و عشاء ہونے کے بعد علمی مجلس دوبارہ لگتی جو نو بجے رات ختم ہوتی جس کے بعد گرم گرم Cocoa بہت ہی لطف دیتا۔ اور دس بجے سونے کے لئے وِسل ہو جاتی۔

ناظر تربیت کے زیر انتظام نماز باجماعت کے علاوہ صبح کی نماز کے بعد نماز مترجم کا درس ہوتا رہا۔ ظہر اور عصر کے بعد قرآن مجید اور عشاء کے بعد حدیث کا درس ہر روز کا معمول تھا۔ گویا صبح پانچ بجے سے رات دس بجے تک ہر ایک مصروف رہتا تھا۔ اور کسی کو بوجھ بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ اور ایک گندے ماحول سے نکل کر اسلامی ماحول میں ایک ہفتہ گذارنے کی کوشش ہر ایک کر رہا تھا۔

تحریری مقابلے

بھی دو قسم کے جاری تھے ایک میں ہر روز ہر خیمہ والوں کو حصہ لینا ہوتا تھا۔ وہ اس طرح کہ وہ گذشتہ دن پر تبصرہ کریں۔ اور بہترین تبصرہ کرنے والے کو ہر روز انعام دیا جاتا تھا۔

دوسرے مقابلہ کیلئے "میں نے کیمپ سے کیا سیکھا" کے موضوع پر مضمون لکھنا تھا۔ اس میں خدام کے علاوہ ایک غیر از جماعت دوست نے بھی بہت اچھا مضمون لکھا۔ اس نے بتایا کہ میں "احمدیہ موومنٹ" کا بے حد شکر گزار ہوں جن کے ذریعہ سے مجھے ایک ہفتہ میں اسلام کو علمی اور عملی طور پر سیکھنے کا موقعہ ملا۔ چند ہندو اور عیسائی بھی فیس دے کر اس کیمپ میں شامل تھے۔ جو نظم و ضبط اور دیگر پروگراموں سے بہت متاثر ہوئے۔ الحمدللہ

پریس کو دعوت

جمعرات کے دن پریس کے نمائندگان ظہرانہ پر مدعو تھے۔ کل آٹھ حاضر تھے جن میں سے ایک فوٹوگرافر بھی تھا۔ انہوں نے کیمپ کا معائنہ کیا اور اس دن انہوں نے ہی اوّل آنے والے کیمپ کا فیصلہ کیا۔ کھانے کے بعد جنرل اجلاس میں اوّل آنے والے کو ٹرافی بھی انہوں نے پیش کی۔ اور کیمپ کی کامیابی پر سب کو مبارک دی۔ نیز Visitors Book میں اپنے قیمتی ریمارکس بھی درج کئے۔ مثلاً روزنامہ Advance کے نمائندہ نے لکھا:-

"It looks a garden of harmony."

ایک روزنامہ Locitoyen کے مسلمان ایڈیٹر نے لکھا:-

"Initiative deserving encouragement."

ایک روزنامہ نے مفصل رپورٹ شائع کرنے کے بعد دوبارہ کیمپ کی فوٹو بھی شائع کی۔ اور اس طرح پریس والوں نے سارے ملک والوں کو ہمارے کیمپ اور اس کی خوبیوں سے روشناس کروایا۔

کھانے کا انتظام

اس سال بالکل نیا تجربہ کیا گیا۔ ناظر بطوطہ کی زیر نگرانی ہر خیمہ والے کو ایک ایک دن کھانا پکانا تھا۔ گویا آٹھ دس خدام اور اطفال کو ستر اسی آدمیوں کا کھانا تیار کرنا ہوتا تھا۔ چاولوں کی صفائی۔ سبزی کی تیاری۔ اور برتنوں کی صفائی بھی کافی مشکل کام تھا۔ تاہم سب کو باری باری کھانا پکانے کا کچھ تجربہ ہو گیا۔ اور کسی ایک پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑا۔ اطفال نے بھی اپنی باری پر اس کام میں بہت دلچسپی دکھائی اور یہ طریق سب نے پسند بھی کیا۔ ایک ہفتہ کیلئے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے دس روپیہ (فیس مقررہ) بالکل ناکافی تھی۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے ہمارے معاونین کا جنہوں نے عطیہ جات کے ذریعہ سے ہماری مدد فرمائی۔ چاول۔ پھل۔ سبزیاں۔ مچھلی لکڑی وغیرہ کے علاوہ تین بکرے (عقیقہ کے) وہاں پہنچ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے کھانے کا معیار اس سال بھی بہت اچھا رہا۔ اور سب کی صحتیں ترقی پذیر رہیں۔ اور انفلوئنزا کی وبا سے بھی سب محفوظ رہے اور اس طرح ہماری ایک احمدی بہن کی خواب نمایاں طور پر پوری ہوئی الحمدللہ۔

تقسیم انعامات

اتوار کو تقسیم انعامات کا دن تھا۔ اس دن سب احمدیوں کو دعوتِ عام دی گئی تھی۔ چنانچہ ملک کے کونے کونے سے صبح ہی سے احمدی پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ نماز ظہر و عصر سب نے باجماعت ادا کی۔ پھر تقسیم انعامات کا پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے علاوہ علمی اور ورزشی پروگرام پیش ہوئے۔ مسافروں کا ایک قافلہ جو مکہ۔ مدینہ۔ قادیان اور ربوہ جا رہا تھا انہوں میں لوائے احمدیت تھامے ؎

لوائے احمدِ مرسل جہاں میں لہلہائے گا

بآوازِ بلند پڑھتا جا رہا تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے دلچسپ پروگرام تھے۔ ناظر عام نے اپنی ایک ہفتہ کی کارگزاری مختصراً سنائی پھر تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں لائی گئی۔ حبذا کی صدائیں ہر طرف بلند ہو رہی تھیں۔ اسی وقت کیمپ میں شامل ہونے والوں کو اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔

آخر میں خاکسار نے کیمپ کے فوائد پر تبصرہ کیا اور نوجوانوں کو نصیحت کی کہ اس اسلامی ماحول کو گھروں میں جا کر بھی قائم رکھنے کی سعی کریں۔ اور دوسری طرف والدین سے گذارش کی کہ وہ بھی اپنے عزیزوں کو کیمپ میں حاصل کردہ باتوں کو بھولنے نہ دیں۔ ایک لمبی اجتماعی دعا ہوئی۔ جس میں ایک ہندو سوامی Venkata-sunanda جی بھی شامل ہو گئے۔ دعا کے بعد انہوں نے دو تین منٹ خطاب کیا۔

آخر میں سب حاضرین کی طرح طرح کی مٹھائیوں سے تواضع کی گئی جو احمدی احباب گھروں سے بنوا کر لائے تھے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اسی رات کیمپ کا خاتمہ Camp Fire پر ہوا جس میں ہر کیمپ والوں نے مزاحیہ پروگرام پیش کئے۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم ہر پروگرام کے لئے لازمی تھی۔ دوسری صبح سب واپسی کے لئے رختِ سفر باندھ رہے تھے۔

چند خاص پہلو

کیمپ لگنے کی نسبت اس کی تیاری کا کام بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ بھلا کرے ہمارے آفیسر انچارج برادرم احمد علی بخش اور ان کے معاونین کا جنہوں نے کئی دن پہلے کام شروع کیا اور آخر میں بھی ایک دو دن زائد کام کرتے رہے۔ ہر قدم پر الٰہی نصرت کے نظارے دیکھ کر دل میں مزید خوشی اور بالیدگی پیدا ہوتی۔ اس موسم میں خیمے ملنے یہاں آسان نہیں ہوتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سپیشل پولیس فورس سے صرف ایک ٹیلیفون کرنے پر دلوا دئے۔ اسی طرح جہاں بھی خط لکھا گیا فوراً ہاں میں جواب ملا۔ انفلوئنزا کی وبا سے اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔ اس سال غیر معمولی سردی کے باوجود خدام اور اطفال کی کافی تعداد نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اپنے نظم و ضبط کو بہت ہی اونچے معیار تک پہنچا دیا۔ جس کو دیکھ کر ہر راہ گذر وہاں آنے کی سعی کرتا۔ جن میں سے چند کے تاثرات درج ذیل ہیں:-

(۱) ایک ایڈونٹیسٹ عیسائی لکھتے ہیں:-
"کیمپ کی صفائی اور ممبران کے تعاون سے بیحد متأثر ہوا ہوں"

(۲) ایک ہندو ٹیچر دوست لکھتے ہیں:-
"میں بلا تکلف بیان دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اور اس کے ممبرز بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں اور جو تربیت ان کو دی جاتی ہے وہ نوجوانوں کیلئے اور ساری مخلوق کیلئے مفید ہوگی۔"

(۳) ایک اور دوست مسٹر ... لکھتے ہیں:-
"ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہمیں اس کیمپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور امید کرتے ہیں کہ کامیابی ہمیشہ آپ کے قدم چومے گی"

(۴) ایک ہیڈ ٹیچر اور کونسلر ... (ہندو) لکھتے ہیں:- "میں نے کیمپ کو گھوم پھر کر دیکھا۔ اور بہت سی دلچسپ چیزیں پائیں جس طریق سے کام کیا جاتا ہے بہت ہی حوصلہ افزا اور قابل تعریف ہے۔ اچھے شہری بننے اور قومی لیڈر پیدا کرنے کے لئے یہ بہترین تربیت گاہ ہے"

چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ اکتوبر ۱۹۶۸ء (اخاء ۱۳۴۷ ہش) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اوّلین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرماویں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینجر اخبار بدر قادیان

خریداری نمبر	نام
۱۰۶۶	مکرم سی مبارک احمد صاحب
۱۱۰۴	" ایس۔ اے کیو سیف الدین صاحب
۱۱۱۲	" الطاف احمد صاحب قریشی
۱۱۵۳	" فضل الرحمٰن صاحب
۱۱۷۲	" مرزا امیر بیگ صاحب
۱۲۴۷	" محمد ظہور حسین صاحب
۱۳۰۱	" سید محمد سلیمان صاحب
۱۳۸۱	" غلام احمد صاحب عبید
۱۶۰۸	" ایس۔ زیڈ۔ ایم احمد صاحب
۱۷۰۶	" سید علی شبیر صاحب
۱۷۱۱	" قریشی محمد ناصر صاحب
۱۷۹۵	" محمد الیاس صاحب بیگرار
۱۸۸۴	" فیض احمد صاحب ...
۱۸۸۵	" سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب غوری
۱۸۸۶	میسرز شاہ ربڑ فیکٹری
۱۸۸۷	مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری
۱۸۸۸	" ... علی ... گڈا
۱۸۸۹	" محمود احمد صاحب غوری
۱۸۹۰	" محمد عبدالرؤف صاحب
۱۸۹۱	" حاجی عبدالشکور صاحب
۱۸۹۲	" غلام رسول صاحب
۱۸۹۳	" مرزا محبوب بیگ صاحب
۱۸۹۶	" منشی غلام محی الدین صاحب
۱۹۵۵	" محی الدین صاحب غوری
۱۹۷۴	" مبارک حسین صاحب
۱۷۹۷	" ایس۔ ایم شہاب احمد صاحب
۱۷۹۸	" ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب

اہم خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۱۶ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی سرکار نے فوجی حکام اور مقامی کمانڈروں کو ہدایات دی ہیں کہ وہ ۱۹ ستمبر کو جس روز کہ مرکزی ملازم ہڑتال کر رہے ہیں اہم سرکاری مقامات۔ عمارتوں۔ اداروں اور جگہوں کی حفاظت کریں۔ چنانچہ ڈاک خانوں تارگھروں۔ ریلوے سٹیشنوں۔ ریلوے لائنوں ہوائی اڈوں۔ سرکاری دفاتر سول سیکرٹریٹ اور آرڈیننس فیکٹریوں کا پورا حفاظتی انتظام کیا جائے۔ مقامی فوجی کمانڈروں کو سپیشل ہدایات ہیں کہ جب بھی سول حکام کسی ناخوشگوار صورتِ حال کا سامنا کرنے کیلئے ان سے مدد طلب کریں تو انہیں فوری مدد دی جائے۔

نئی دہلی ۱۶ ستمبر۔ ملازموں کی جائنٹ کونسل آف ایکشن کے سیکرٹری شری پیٹر الوارث نے بتایا ہے کہ مرکزی سرکار کے ملازمین کی حکومت کے ساتھ تصفیہ کی آخری کوشش ناکام رہ گئی ہے۔ شری الوارث نے کل شام پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی سے ۳۰ منٹ بات چیت کی۔ شریمتی گاندھی نے ملازموں کے مطالبات منظور کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ دیش کی مالی پوزیشن خراب ہے۔ اور حکومت مزید بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔

قاہرہ ۱۳ ستمبر۔ دو اسرائیلی طیاروں نے آج نہر سویز کا علاقہ پار کیا۔ یہ دونوں جہاز جاسوسی مشن پر آئے تھے۔ اس پر مصری طیارہ شکن توپوں نے انہیں فوراً مار بھگایا۔ مصر اور اسرائیل کے درمیان حال ہی میں جو زبردست جھڑپ ہوئی تھی اس کے بعد سے اسرائیل کی یہ پہلی فوجی کارروائی تھی۔

سویز ۱۳ ستمبر۔ متحدہ عرب جمہوریہ کی السس بندرگاہ سے جو کہ نہر سویز کے جنوبی حصے میں واقع ہے سول آبادی کا انخلاء آج سے شروع ہو گیا ہے۔ یہ فیصلہ گذشتہ روز سویز کے گورنر نے کیا تھا۔ آبادی کے انخلاء کے بعد سویز میں فوجوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ اور وہ اسرائیل کے حملہ کا جواب دے سکیں گی۔ یاد رہے کہ اس ہفتہ جو جھڑپ ہوئی تھی اس میں شہر سویز کی سول آبادی کو خاصہ بڑا نقصان پہنچا تھا۔

نئی دہلی ۱۶ ستمبر۔ آج یہاں ناروے اور بھارت کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جس کے تحت حکومت ناروے بھارت کو ڈیڑھ کروڑ روپیہ (ناروے کے سکوں میں) ایک ترقیاتی قرضہ دے گا۔

بلغراد ۱۴ ستمبر۔ البانیہ کے وزیر اعظم نے گذشتہ روز اعلان کیا کہ رومانیہ وارسا معاہدہ سے الگ ہو رہا ہے۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ البانیہ روس کے احیاء پسندوں کی طرف سے البانیہ پر حملہ سے دفاع کے سلسلہ میں چین کے اپنے ۷۰ کروڑ دوستوں پر بھروسہ کرے گا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر روس یا اس کے ایجنٹوں نے طاقت کے ذریعہ البانیہ پر قبضہ کی کوشش کی تو البانیہ ان کا مقابلہ کرے گا۔

تل ابیب ۱۴ ستمبر دریائے اردن کی وادی میں آج صبح پھر اردن اور اسرائیل کے فوجیوں نے ایک دوسرے پر توپوں سے گولے پھینکے اسرائیلی ترجمان نے کہا کہ اس تصادم میں اسرائیل کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ عمان کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ فلسطین کی نجات دہندہ تنظیم کے کمانڈو دستوں نے آج ۳۰ اسرائیلی سپاہیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان میں ایک فوجی افسر بھی ہے کمانڈو دستوں نے غازہ کی پٹی میں یہ حملے کئے تھے۔ انہوں نے تین ٹرک۔ جیپیں اور ۵ مشین گنیں تباہ کر دیں۔

تصحیح

"جماعت احمدیہ ہاری پارہ گام میدان عمل میں" کے زیر عنوان ایک رپورٹ بدر کی ۲۹ ظہور (اگست) کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی۔ یہ رپورٹ اصل میں جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کی ہے جو غلطی سے جماعت احمدیہ ہاری پارہ گام کے نام سے شائع ہو گئی ہے احباب درستی فرمالیں۔ ایڈیٹر

درخواستِ دعا

● گذشتہ دنوں میرے والد مکرم محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر صوبہ بہار ایک حادثے کا شکار ہو گئے تھے تب سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق چونکہ چوٹیں شدید نوعیت کی ہیں اسلئے علاج ومعالجہ کیلئے کافی وقت درکار ہو گا۔ احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے انہیں کاملہ وعاجلہ صحت وشفایابی عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار: خورشید احمد احمدی جمشید پور